Registered E.P. No 861

رجسٹرڈ ای۔پی نمبر ۸۶۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

# ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- برکات احمد راجیکی
اسسٹنٹ ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے فی پرچہ ۲/۰

تواریخ اشاعت:- ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲ | ۲۱ اخاء ۱۳۳۲ ہش - ۱۰ صفر ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۵۲ء | نمبر ۳۹

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی کے برکات

از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی سلسلہ احمدیہ

"ہمارا اور اُن راستبازوں کا جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ یہ چشم دید واقعہ اور ذاتی تجربہ ہے کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی میں جو اخلاص اور صدق قدم سے ہو یہ خاصیت ہے کہ آہستہ آہستہ خدائے واحد لاشریک کی محبت دل میں بیٹھتی جاتی ہے۔ اور کلامِ الٰہی کی روحانی طاقت انسانی روح کو ایک نور بخشتی ہے جس سے اُس کی آنکھ کھلتی ہے۔ اور انجام کار عالم ثانی کے عجائبات اُس کو دکھائی دیتے ہیں۔ پس اُس دن سے اُس کو علم الیقین کے طور پر پتہ لگتا ہے کہ خدا ہے۔ اور پھر وہ یقین ترقی کرتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ علم الیقین سے عین الیقین تک پہنچتا ہے۔ اور پھر عین الیقین سے حق الیقین تک پہنچ جاتا ہے۔ جو شخص قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے۔ پہلے اُس کو کوئی تزکیہ نفس حاصل نہیں ہوتا اور کئی قسم کے گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ پھر خدا کی رحمت اُس کی دستگیری کرتی ہے۔ اور خارق عادت طریقوں سے اُس کے ایمان کو قوت دی جاتی ہے۔ اور جیسا کہ قرآن شریف وعدہ ہے کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ یعنی ایمانداروں کو خدا کی طرف سے بشارتیں ملتی رہتی ہیں۔ ایسا ہی وہ بھی اپنی ذات کے متعلق کئی قسم کی بشارتیں پاتا رہتا ہے۔ اور جیسے جیسے بذریعہ بشارتوں کے اُس کا ایمان قوی ہوتا جاتا ہے۔ ویسے ویسے وہ گناہ سے پرہیز کرتا اور نیکیوں کی طرف حرکت کرتا ہے۔ اسی کی طرف خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں بشارت فرمائی ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ۔ یعنی ایماندار تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) اول وہ جو ظالم ہیں۔ یعنی انواع و اقسام کے گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں اور گناہ کا پلہ ان کا بھاری ہوتا ہے (۲) اور دوسرے وہ جو میانہ رو ہیں یعنی کچھ تو گناہ کرتے اور کچھ نیک اعمال۔ اور دونوں حالتوں میں مساوی ہوتے ہیں۔ (۳) اور تیسرے درجہ کے وہ لوگ ہیں جو عمدہ اخلاق اور عمدہ اعمال میں سبقت لے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جو صدر اسلام کا وقت تھا اُس زمانہ پر ایک وسیع نظر ڈال کر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم نے کیونکر ایمان لانے والوں کو مذکورہ بالا ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ درجہ تک پہنچا دیا۔ کیونکہ ایمان لانے والے اپنی ابتدائی حالت میں اکثر ایسے تھے کہ جس حالت کو وہ ساتھ لے کر آئے تھے وہ حالت جنگلی وحشیوں سے بدتر تھی اور درندوں کی طرح اُن کی زندگی تھی۔ اور اس قدر بداعمال اور بداخلاق میں وہ مبتلا تھے کہ انسانیت سے باہر ہو چکے تھے۔ اور ایسے بے شعور ہو چکے تھے کہ نہیں سمجھتے تھے کہ ہم بداعمال ہیں۔ یعنی نیکی اور بدی کی شناخت کی حس بھی جاتی رہی تھی۔ پس قرآنی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نے جو پہلا اثر اُن پر کیا تو وہ یہ تھا کہ اُن کو محسوس ہو گیا کہ ہم پاکیزگی کے جامہ سے بالکل برہنہ اور بداعمالی کے گند میں گرفتار ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی پہلی حالت کی نسبت فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا۔ یعنی یہ لوگ چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور قرآن حمید کی دلکش تاثیر سے اُن کو محسوس ہو گیا کہ جس حالت میں ہم نے زندگی بسر کی ہے۔ وہ ایک وحشیانہ زندگی ہے۔ اور سراسر بداعمالیوں سے ملوث ہے تو انہوں نے روح القدس سے قوت پا کر نیک اعمال کی طرف حرکت کی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں فرماتا ہے۔ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔ یعنی خدا نے ایک پاک روح کے ساتھ اُن کی تائید کی۔ وہ وہی غیبی طاقت تھی جو ایمان لانے کے بعد اور کسی قدر صبر کرنے کے بعد انسان کو ملتی ہے۔ پھر وہ لوگ اس طاقت کے حاصل ہونے کے بعد نہ صرف اس درجہ پر رہے کہ اپنے عیبوں اور گناہوں کو محسوس کرتے ہوں اور ان کی بدبو سے بیزار ہوں بلکہ اب وہ نیکی کی طرف اس قدر قدم اُٹھانے لگے کہ صلاحیت کے کمال کو نصف تک طے کر لیا۔ اور کمزوریوں کے مقابل پر نیک اعمال کی بجا آوری میں طاقت بھی پیدا ہو گئی۔ اور اس طرح پر درمیانی حالت ان کو حاصل ہو گئی اور پھر وہ لوگ روح القدس کی طاقت سے بہرہ ور ہو کر ان مجاہدات میں لگے کہ اپنے پاک اعمال کے ساتھ شیطان پر غالب آجائیں۔ تب انہوں نے خدا کے راضی کرنے کے لئے اُن مجاہدات کو اختیار کیا کہ جن سے بڑھ کر انسان کے لئے متصور نہیں۔ انہوں نے خدا کی راہ میں اپنی جانوں کو خس و خاشاک کی طرح بھی قدر نہ کیا۔ آخر وہ قبول کئے گئے۔ اور خدا نے ان کے دلوں کو گناہ سے بکلی بیزار کر دیا۔ اور نیکی کی محبت ڈال دی۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ یعنی جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم اُن کو اپنی راہ دکھا دیا کرتے ہیں۔"

## اخبار احمدیہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع اہل بیت و بزرگان بفضلہ تعالیٰ بخیریت ربوہ میں مقیم ہیں۔ البتہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ درد نقرس کے باعث پاؤں میں تکلیف رہی ہے۔ احباب کرام اپنے مقدس آقا و امام ہمام کی صحت کاملہ و درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیاب ہونے کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

... علالت کے باعث کچھ دن قادیان ٹھہریں گے اور پھر قادیان سے روانہ ہو کر جماعتوں کا دورہ کرتے ہوئے سکندر آباد جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انکو صحت اور خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔

## مکرم جناب مولوی محمد سعید صاحب انصاری مبلغ بورنیو کی بمبئی میں آمد!

مکرم جناب مولوی محمد سعید صاحب انصاری مبلغ بورنیو کے بارہ میں سنگاپور مشن سے اطلاع موصول ہوئی کہ آپ سنگاپور، انڈونیشیا اور بورنیو میں ۶ سال تک فریضہ تبلیغ ادا کرنیکے بعد "وکٹوریہ" جہاز سے کراچی تشریف لے جا رہے ہیں اور ۱۰ اکتوبر کو خاکسار مکرم سیٹھ عبدالکریم صاحب پریذیڈنٹ جماعت بمبئی اور دیگر احباب جماعت مولانا موصوف کے استقبال کیلئے بندرگاہ پر گئے۔ جہاز ۱۱½ بجے ساحل پر لگا۔ چونکہ خاکسار کے پاس جہاز پر جانے کا پاس تھا اسلئے خاکسار جہاز پر گیا اور باقی احباب مولانا موصوف کی ملاقات کیلئے باہر ہی منتظر تھے۔ یہ جہاز ایک دن کیلئے بمبئی میں ٹھہرایا گیا تھا اسلئے یہ انتظام کیا گیا کہ مولوی صاحب یہ دن احباب جماعت کے ہمراہ بمبئی میں گزاریں۔ چنانچہ مولانا صاحب جہاز سے باہر تشریف لائے۔ پھولوں کے ہار پہنائے گئے اور بعد ازاں آپ احباب جماعت کی معیت میں "الحق" دار التبلیغ میں تشریف لائے اور رات دار التبلیغ میں ہی رہے دوسرے روز ۱۱/۱۰/۵۲ بعد نماز فجر آپ نے جماعت میں بورنیو اور دیگر مشنوں کے تبلیغی حالات و کوائف سنائے اور احباب جماعت کو اپنی قیمتی نصائح سے مستفیض فرمایا۔ اور ۹½ بجے صبح اپنے جہاز پر واپس تشریف لے گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مجاہد بھائی کا ہر رنگ میں حافظ و ناصر و معین و مددگار ہو۔ اور آپکی تبلیغی مساعی میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

## درخواست دعا

حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ جس اخلاص اور محبت کے ساتھ اپنے تن من دھن سے سلسلہ کی خدمات میں مصروف ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ درحقیقت آپ کا وجود جماعت کے لئے ایک بابرکت اور فیض رساں وجود ہے آپکے بیٹے سیٹھ یوسف الہ دین صاحب نے اطلاع دی ہے کہ ان دنوں آپ کی صحت زیادہ گر رہی ہے، بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ تمام احباب جماعت کا فرض ہے کہ حضرت سیٹھ صاحب موصوف کیلئے خصوصیت سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور اُن کے وجود سے زیادہ مخلوق خدا کو مستفیض ہونے کا موقعہ دے۔ آمین۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

## اخبار قادیان

قادیان ۱۶ اکتوبر جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال قادیان پاکستان میں دو ماہ کی رخصت گزارنے کے بعد واپس تشریف لے آئے ہیں آپ کے ہمراہ آپکے والد محترم جناب شیخ محمد حسین صاحب قانونگو سابق صدر محلہ دار الفضل قادیان بھی ہیں جو عارضی ویزا پر زیارت قادیان کی غرض سے تشریف لائے ہیں۔

۲۔ مکرم محمد نجم الدین صاحب صدیقی مورخہ ۱۹/۱۰/۵۲ شام ساڑھے چار بجے والی گاڑی سے قادیان تشریف لائے۔ آپ مدراس کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں تبلیغ سلسلہ احمدیہ کا خاص جوش رکھتے ہیں اور بڑھاپے میں بھی تبلیغی کتب لیکر جماعتوں کا دورہ کرتے رہتے ہیں اسوقت مدراس۔ بنگال۔ بہار اور یوپی کی جماعتوں کا دورہ کرتے ہوئے قادیان پہنچے ہیں۔ ایجی

بھائی عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ۲۱ر اکتوبر ۱۹۵۳ء

# خدمتِ قرآن کی سعادت

(از اسسٹنٹ ایڈیٹر)

چونکہ اسلام ایک خدانما مذہب اس لئے ضروری ہے کہ جو شخص اس پاک مذہب کی طرف اپنے تئیں نسبت دے اُس پر خدا تعالےٰ کی پاک کلام کے معارف کا دروازہ بھی کھولا جائے۔ کیونکہ وہ خود فرماتا ہے۔

لایمسہ الا المطھرون

کہ اس کے حقائق و معارف پر پاک باز لوگ ہی اطلاع پاتے ہیں۔

موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کے دلوں سے قرآنی عظمت اُٹھ جانے اور تنزل کے گڑھے میں گر جانے کے نتیجہ میں اس پاک کلام کے متعلق بھی طرح طرح کے خیالات پیدا ہو گئے تھے۔ چنانچہ منجملہ اُن خطرناک خیالات کے اکثر حصہ مسلمانوں کا یہ بھی خیال کرتا تھا کہ اس کے معارف کا سلسلہ پچھلے زمانہ میں ختم ہو گیا ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اس کے خلاف بڑے زور سے آواز اُٹھائی اور ثابت کیا کہ نہ صرف یہ کہ پچھلے زمانہ میں اس کے معارف ختم نہیں ہوئے۔ بلکہ آج بھی ختم نہیں ہوئے۔ اور آئندہ بھی ختم نہ ہوں گے آپ فرماتے ہیں:۔

"جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب و غرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے۔ بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ یہی حال ان صحفِ مطہرہ کا ہے تا خدا تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۵)

چنانچہ بہت سی پیشگوئیاں جو اس زمانہ کے متعلق تھیں اور جنہیں پہلے زمانہ کے لوگ نہیں سمجھتے تھے آپ نے قرآن کریم سے نکال کر سمجھائیں۔ اور اس خدمت قرآنی کو آپ نے اپنی صداقت پر چمکتے ہوئے نشان کے طور پر ذکر فرمایا اور فرمایا:۔

"میں قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔"

(ضرورت الامام صفحہ ۲۴)

خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:۔

وجاھدھم بہ جھاداً کبیراً۔

(الفرقان ع ۵)

کہ اے محمد رسول اللہ تیری سب سے بڑی تلوار قرآن کریم ہے تو اسے لے کر دنیا میں سب سے بڑا جہاد کر۔ چنانچہ حضرت سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حق ادا فرمایا اور خدا تعالےٰ کے اس پیغام کو ایک عالم تک پہنچا دیا۔ لیکن الٰہی نوشتوں کے مطابق یہ ضروری تھا کہ تکمیل اشاعت کا کام مسیح موعود کے زمانہ میں ہو اس لئے خدا تعالےٰ نے موجودہ زمانہ میں ایسے سامان کر دیئے اور آپ کے بروز کامل حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اکنافِ عالم تک پہنچانے کے لئے اسی تبلیغ سے کام لیا۔ اور آج آپ ہی کی قائم کردہ جماعت کو خدا تعالےٰ نے اس بات کی توفیق دی ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں کلام پاک کے تراجم شائع کریں۔ اور اُس نور سے ایک جہان کو منور کریں جو اُن سب کی فلاح اور بہبودی کے لئے آخری کلام کے طور پر نازل ہوا۔

چنانچہ قارئین کرام کو یاد ہو گا کہ ۷ ستمبر کے بدر میں ٹائمز آف کراچی کے حوالہ سے "احمدیہ پبلیکیشنز بورڈ" کے انچارج کا بیان درج کیا جا چکا ہے۔ جس میں انہوں نے اس بات کا انکشاف کیا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے کس طرح پروگرام کے مطابق خدمت قرآن کی جدوجہد جاری ہے۔ سواحیلی زبان میں قرآن مجید کا مکمل ترجمہ شائع ہو جانے کے علاوہ ڈچ۔ جرمن۔ فرانسیسی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم پایۂ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔ اسی طرح پولش۔ اٹیلین۔ سپینش اور گورمکھی زبانوں میں بھی ترجمے کا کام کافی حد تک مکمل ہو گیا ہے۔ علاوہ ازیں اسی انتظام کے ماتحت قرآن مجید کا انڈونیشین۔ بنگالی اور ہندی زبانوں میں بھی ترجمہ کیا جا رہا ہے۔

یہ ہے وہ ٹھوس کام جو جماعت احمدیہ کی طرف سے بیک وقت ساری دنیا میں کیا جا رہا ہے روئے زمین پر بڑی بڑی اسلامی حکومتیں بھی موجود ہیں۔ اور مسلمانوں کی بے شمار انجمنیں بھی قائم ہیں مگر کسی کو اس بات کی توفیق نہیں مل رہی کہ وہ خدا تعالےٰ کے کلام کو ایسے رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کرے۔ مگر زمانہ کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو کہ اس خادم قرآن جماعت کو ہر قسم کی طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز جن کی قیادت میں جماعت احمدیہ کو اس عظیم الشان خدمت کی سعادت نصیب ہوئی انگریزی ترجمۃ القرآن کے دیباچہ میں فرماتے ہیں:۔

"آج دنیا کے سب سے اعظم پرامن مشنری اسلام کی لڑائیاں لڑ رہے ہیں۔ قرآن جو ایک بلند کتاب ہے طور پر مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھا۔ خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہمارے لئے یہ کتاب کھول دی ہے۔ اور اس سے نئے سے نئے علوم ظاہر کئے جاتے ہیں دنیا کا کوئی علم نہیں جو اسلام کے خلاف آواز اُٹھاتا ہو اور اُس کا جواب خدا تعالےٰ نے مجھے قرآن کریم سے ہی نہ سمجھا دیتا ہو۔

ہمارے ذریعہ سے پھر قرآنی حکومت کا جھنڈا اونچا کیا جا رہا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے کلاموں اور الہاموں سے یقین اور ایمان حاصل کرتے ہوئے ہم دنیا کے سامنے ہر قرآنی فضیلت کو پیش کر رہے ہیں۔ گو دنیا کے ذرائع ہماری نسبت کروڑوں کروڑ گنے زیادہ ہیں۔ لیکن دنیا خواہ کتنا ہی زور لگائے۔ مخالفت میں کتنی ہی بڑھ جائے۔ یہ ایک قطعی اور یقینی بات ہے۔ کہ سورج ٹل سکتا ہے۔ ستارے اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں۔ زمین اپنی حرکت سے رُک سکتی ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی فتح میں اب کوئی روک نہیں بن سکتا۔ قرآن کی حکومت دوبارہ قائم کی جائے گی اور دنیا اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں یا انسانوں کی پوجا چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے گی۔"

(صفحہ ۴۹۹، ۵۰۰)

## بنی بنائی عام فہم زبان

حال ہی میں صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر راجندر پرشاد نے ہندوستانی پرچار سبھا بمبئی کے جلسہ تقسیم اسناد میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر ہمیں ہندی کو فروغ دینا ہے تو اس کو آسان زبان بنانا چاہیئے اس میں فارسی الفاظ بھی شامل کرنے چاہئیں میں ان لوگوں کا مخالف ہوں جو ہندی میں سنسکرت کے کٹھن الفاظ ٹھونستے ہیں۔"

ڈاکٹر صاحب نے بجا فرمایا ہے۔ ہندی ہندوستان کی سرکاری زبان ہے۔ مگر اسے مفید اور عام فہم بنانے کے لئے یقیناً ایسی وسیع النظری اور بلند خیالی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ زبان کا مقصد یہی ہے کہ انسان اپنے مافی الضمیر کو دوسروں تک پہنچانے میں کسی طرح کی دقت محسوس نہ کرے اور آسان سے آسان پیرایہ میں ہر سننے والے تک اپنی بات کو پہنچا سکے۔ اس لحاظ سے صدر جمہوریہ کا مشورہ ایک مفید مشورہ ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہونا چاہئے کہ سرکاری زبانوں کو فروغ دینے کی خاطر ایک بنی بنائی عام فہم زبان کو بالکل ہی پس پشت ڈالا جائے جو کسی قوم کی مخصوص زبان نہیں بلکہ ملک کے طول و عرض میں بسنے والے ہر طبقہ کی مشترکہ زبان ہے۔ جو اب بھی ہندوستان کی دو بڑی قوموں ہندو اور مسلمانوں میں رشتہ کا کام دیتی ہے۔ اور ہندی سے زیادہ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ بلکہ مناسب ہے کہ اسے سرکاری زبان کے پہلو بہ پہلو جگہ دے کر عوام کو اس سے فائدہ اُٹھانے کا موقعہ دیا جائے۔

بے شک صدر جمہوریہ کے مشورہ کے مطابق ہندی کو آسان زبان بنانا چاہیئے۔ مگر جب تک وہ آسان بنے اور لوگ اُسے اپنائیں دوسری بنی بنائی عام فہم زبان اردو سے کام نکالنا کچھ عجیب کی بات نہیں ہو گی۔ اور نہ ہی اس کے سرکاری زبان ہونے میں کچھ فرق آ سکے گا۔

## مسلم مشنری کالج!

اللہ اللہ وہ بھی عجیب زمانہ تھا جبکہ "علماء" اس بات پر زور دیا کرتے تھے۔ کہ جہاد سے مراد صرف اور صرف سیفی جہاد ہے۔ جس کا مطلب محض یہ ہے کہ جو شخص اسلامی تعلیمات کو قبول نہیں کرتا وہ واجب القتل ہے اُس سے اسلام کی ہمیشہ کے لئے لڑائی ہے۔ "علماء" کے اس غلط نظریہ نے جس قدر اسلام کو نقصان پہنچایا شاید ہی کسی دشمن اسلام نے پہنچایا ہو۔ ایسے وقت میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خدا تعالےٰ سے الہام پا کر اس خطرناک نظریہ کے خلاف آواز اُٹھائی اور آپ نے با دلائل ثابت کیا کہ جہاد سے مراد یہ نہیں کہ ہر غیر مسلم جسے اسلامی عقائد سے اتفاق نہیں گردن زدنی کے قابل ہے۔ بلکہ جہاد کا مدعا اور سادہ مطلب یہ ہے کہ مخالفین اسلام کے مقابل پر سعی بلیغ سے کام لینا پھر جس قسم کا ہتھیار مخالفین کی طرف سے اسلام کے خلاف چلایا جائے اُسی ہتھیار سے اس کا جواب دیا جائے۔

بے شک اسلام کی نشأۃ اولیٰ میں مخالفین نے اسے نیست و نابود کرنے کے لئے تلوار اُٹھائی جس کے مقابلہ اور دفاع میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو مجبوراً تلوار اُٹھانی پڑی۔ مگر ہمارے زمانہ میں حالات بالکل بدل چکے ہیں۔ اب مخالفین اسلام کا حملہ تیر و تفنگ سے نہیں بلکہ تحریر و تقریر سے ہے۔ پس ہر اسلامی درد خواہ کا فرض اولین ہے کہ وہ اس طور پر حملہ آوروں کے حملہ کو دبا

(باقی [illegible])

# حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے

# سواحیلی ترجمۃ القرآن کا دیباچہ

## قرآنی پیغام امن و سلامتی۔ ترقی اور رفاہیت کا پیغام ہے

## افریقہ کے باشندوں کو دعوت اسلام

سیدی المحسن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے باوجود غیر معمولی مصروفیات کے عاجز کی درخواست پر سواحیلی ترجمۃ القرآن کے لئے حسب ذیل مضمون بطور دیباچہ مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب انچارج شعبہ زود نویسی کو لکھوایا۔ اور پھر از راہ مہربانی نظر ثانی کرتے ہوئے حضور نے اپنے قلم مبارک سے دو تین مقامات پر تصحیح فرمائی۔ اور آخر میں اپنے دستخط مبارک سے مشرف فرمایا۔ عاجز نے اس مضمون کو سواحیلی کا جامہ پہنایا۔ اور سواحیلی ترجمۃ القرآن کے شروع میں بطور دیباچہ اسے شامل کیا گیا۔ مجھے یقین ہے کہ جوں جوں اس روح پرور پیغام کو افریقن پڑھیں گے اسلام کی روشنی سے وہ اپنے آپ کو روشن کرتے چلے جائیں گے۔ گورنمنٹ افریقن سکول ٹبورا کی سینئر کلاسز میں جب ہمارے ایک دوست نے سواحیلی ترجمۃ القرآن کے اس دیباچہ کو پڑھ کر سنایا۔ تو وہ اسقدر متاثر ہوئے کہ آب دیدہ ہو گئے۔ اور بے قراری سے اس کا مطالبہ کرنے لگے۔ اس پیغام کو رسالہ سواحیلی *Mapenzi Mungu* میں بھی شائع کیا گیا ہے۔ اور تجویز ہے۔ الگ پمفلٹ کی صورت میں کثرت سے اسے شائع کیا جائے۔ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ خاص طور پر سیدی المحسن کی صحت و درازیٔ عمر کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ ہمارے آقا کو خدمت اسلام کی کامیاب توفیق عطا فرماتا رہے۔ نیز سواحیلی ترجمۃ القرآن کی بابرکت اشاعت اور افریقن کے لئے موجب ہدایت ہونے کے واسطے بالالتزام دعائیں کرتے رہیں۔ سیدی المحسن کی خدمت میں جب پہلی کاپی بطور ہدیہ پیش کی گئی تو حضور نے دعاؤں کے ساتھ اس کی اشاعت کی اجازت فرمائی۔ اور نہایت ہی مفید ہدایات سے عاجز کو نوازا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ الحمد للہ کہ حضور کے عہد سعادت میں احمدیہ مشن مشرقی افریقہ کو خدمت قرآن کی یہ خاص سعادت حاصل ہوئی۔ انشاء اللہ کسی دوسری فرصت سواحیلی ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے سلسلہ میں بعض ضروری حالات عرض کروں گا۔ (شیخ مبارک احمد عفی عنہ مبلغ انچارج مشرقی افریقہ)

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

سواحیلی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ اور اس کے مضمون کے متعلق مختصر نوٹ شائع کئے جا رہے ہیں۔ افریقہ کو اسلامی تاریخ میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ خصوصاً شمال مشرقی افریقہ کو۔ اسلام کے ابتدائی ایام میں جب مکہ والوں نے مسلمانوں پر بڑے بڑے مظالم کئے۔ اور مکہ میں مسلمانوں کی رہائش ناممکن ہو گئی تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا تعالےٰ کے ارشاد سے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف جانے کی ہدایت فرمائی۔ حبشہ یعنی ایبے سینیا وہ ملک ہے۔ جو کینیا کالونی کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ چنانچہ جب مسلمان اس ملک میں پہنچے۔ اور وہاں کے بادشاہ کے قانون کے ماتحت انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچی۔ اور امن کا سانس انہوں نے لینا شروع کیا۔ تو مکہ والوں سے یہ برداشت نہ ہو سکی اور انہوں نے اپنی قوم کے دو لیڈروں کو بادشاہ اور اس کے درباریوں کے لئے بہت سے تحائف دے کر بھجوایا۔ اور انہیں ہدایت کی کہ وہ بادشاہ سے درخواست کریں کہ وہ مہاجرین مکہ کو مکہ کی حکومت کے حوالے کر دے تاکہ وہ ان سے اپنے خیالات اور عقائد کے مطابق سلوک کریں۔ اور اگر بادشاہ نہ مانے۔ تو پھر درباریوں کو تحفے دے کر ان سے بادشاہ پر زور ڈلوائیں۔ اور مسلمان مہاجرین مکہ کو جس طرح بھی ہو واپس مکہ لائیں۔ چنانچہ یہ وفد مکہ سے گیا۔ اور درباریوں خصوصاً پادریوں کے ذریعہ سے بادشاہ سے ملا۔ جو اس زمانہ میں نیگس کہلاتا تھا۔ جسے عرب لوگ نجاشی کہتے تھے۔ یہ اس بادشاہ کا نام نہیں تھا۔ بلکہ یہ اس زمانہ کے حبشی بادشاہ کا لقب ہوتا تھا۔ چنانچہ بادشاہ کے سامنے انہوں نے شکایت کی۔ کہ ان کے ملک کے کچھ باغی بھاگ کر حبشہ آ گئے ہیں۔ اور انہیں مکہ والوں نے اس لئے بھیجا ہے کہ ان باغیوں کو مکہ کی حکومت کے حوالے کر دیا جائے۔ بادشاہ نے ان لوگوں کی باتیں سن کر مسلمانوں کو بلوایا اور ان سے پوچھا کہ وہ کس طرح آئے ہیں۔ انہوں نے بتایا۔ کہ ان پر ان کی قوم ظلم کر رہی تھی۔ اور چونکہ افریقن بادشاہ کا انصاف اور اس کا عدل مشہور تھا۔ وہ اس کے ملک میں پناہ لینے کے لئے آ گئے۔ اس پر بادشاہ نے مکہ کے وفد کو جواب دیا۔ کہ چونکہ ان کے خلاف کوئی سیاسی جرم ثابت نہیں۔ صرف مذہبی اختلاف ثابت ہے۔ اس لئے وہ ان کو واپس کرنے کے لئے تیار نہیں۔ مکہ کا وفد جب دربار سے ناکام لوٹا۔ تو اس نے درباریوں اور پادریوں کو بھی تحفے تقسیم کئے۔ اور انہیں اکسایا کہ یہ مسلمان لوگ حضرت مسیح کی بھی ہتک کرتے ہیں اس لئے مسیحیوں کو بھی مکہ والوں کے ساتھ مل کر ان پر سختی کرنی چاہیئے۔

چنانچہ دوسرے دن پھر درباریوں نے بادشاہ پر زور دیا۔ کہ یہ لوگ تو مسیح کی بھی ہتک کرتے ہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے مسلمانوں کو پھر بلوایا۔ اور ان سے پوچھا کہ آپ لوگ مسیح کے بارہ میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ مسلمانوں نے سورۂ مریم کی ابتدائی آیات پڑھ کر اس کو سنائیں۔ جن میں مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ کا ذکر ہے۔ اور پھر کہا۔ کہ ہم مسیح کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ ہاں انہیں خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔ اس پر پادریوں نے شور مچا دیا۔ کہ دیکھو انہوں نے مسیح کی ہتک کی ہے۔ مگر افریقن بادشاہ منصف مزاج اور عادل تھا۔ اس نے سمجھ لیا کہ یہ الزام ان پر غلط لگایا جا رہا ہے۔ یہ لوگ مسیح کا ادب کرتے ہیں۔ مگر اس کو خدا یا خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔ چنانچہ اس نے بڑے جوش سے ایک تنکا زمین پر سے اٹھایا اور کہا۔ کہ خدا کی قسم میں بھی مسیح کو یہی کچھ مانتا ہوں۔ جو یہ کہتے ہیں۔ اور میں اس درجہ سے جو انہوں نے مسیح کا بیان کیا ہے اسے ایک تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں سمجھتا۔ اس پر پادریوں نے بادشاہ کے خلاف بھی آواز سے کسنے شروع کئے۔ کہ تو بھی مرتد ہو گیا ہے۔ لیکن نجاشی نے کہا کہ میں تمہارے اس شور و شغب سے مرعوب نہیں ہو سکتا۔ جب میرا باپ مرا تو میں چھوٹا بچہ تھا۔ اور میری جگہ میرا چچا قائمقام بادشاہ مقرر کیا گیا تھا۔ اور تم لوگوں نے اس کے ساتھ مل کر یہ فیصلہ کیا تھا کہ مجھ کو تخت سے محروم کر دو جب مجھے یہ بات معلوم ہوئی۔ تو باوجود اس کے کہ میں چھوٹا تھا میں نے اپنا حق لینا چاہا۔ اور نوجوان میرے ساتھ مل گئے۔ اور میرے چچا نے ڈر کر دستبرداری دیدی۔ اور تخت میرے حوالے کر دیا۔ تو میری بادشاہت تمہاری وجہ سے نہیں بلکہ خدا تعالےٰ نے باوجود تمہاری مخالف کوششوں کے مجھے دی ہے۔ کیا میں اب تم سے ڈر کر خدا کو چھوڑ دوں گا اور ظلم اور تعدی کروں گا نہ تم نے یہ بادشاہت مجھے دی ہے۔ نہ میں تمہاری مدد کا محتاج ہوں۔ میں کسی صورت میں ظلم نہیں کر سکتا۔ یہ لوگ آزادی سے میرے ملک میں رہیں گے۔ اور کوئی ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

پس اے اہل افریقہ جن کے مشرقی علاقہ کی علمی زبان سواحیلی ہے۔ میں یہ ترجمہ آپکے سامنے پیش کرنے میں ایک لذت اور سرور محسوس کرتا ہوں۔ کیونکہ اس کتاب کے ابتدائی ایام میں اس کتاب کے ماننے والوں کو آپکے بادشاہ نے پناہ دی تھی۔ اور ظلم اور تعدی کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور انصاف اور عدل قائم کرنے کا بیڑا اٹھا لیا تھا۔ آج قرآن کریم کی پاکیزہ تعلیم اسی طرح مظلوم ہے جس طرح کہ کسی زمانہ میں قرآن کریم کے ماننے والے مظلوم ہوا کرتے تھے۔ آج اس قرآن کریم کو دنیا میں لانے والا انسانی قوت ہو چکا ہے۔ لیکن اس کا روحانی وجود آج اس سے بھی زیادہ مظلوم ہے۔ جتنا کہ آج سے تیرہ چودہ سو سال پہلے وہ اپنی دنیاوی زندگی میں مظلوم تھا۔ اس پر جھوٹے الزام لگائے جاتے ہیں۔ اس کی لاثانی تعلیم کو بگاڑ کر دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے ماننے والوں کو حقیر اور ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ لیکن خدا گواہ ہے۔ کہ واقعہ یہ نہیں خدا کی نظروں میں سب سے زیادہ معزز وجود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ جن پر یہ قرآن نازل ہوا تھا۔ اور سب سے زیادہ کچی تعلیم وہ ہے جو اس کتاب یعنی قرآن مجید میں موجود ہے جیسے کہ آپ خود دیکھ لیں گے دنیا صرف اپنی طاقت اور اپنی قوت کے گھمنڈ پر اس کی تردید کر رہی ہے۔ اور اس کے ماننے والوں کو ذلیل کر رہی ہے۔ لیکن اے اہل افریقہ آج آپ کا بھی یہی حال ہے آپ کو بھی غیر ملکوں میں تو الگ رہا اپنے ملک میں بھی ذلیل ہی سمجھا جا رہا ہے۔ پس وہ تعلیم جس نے چودہ سو سال پہلے ایک وحشی اور غیر تعلیم یافتہ قوم کو دنیا کی ترقیات کی چوٹی پر پہنچا دیا تھا۔ لیکن جو آج مظلوم ہے۔ اور لوگوں نے اسے گو گو کر دی گئی ہے۔ میں اسے آپ لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ جبکہ آپ لوگوں کی حالت بھی اسی قسم کی ہے اور آپ سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ اس کتاب کو غور سے پڑھیں اور اسی عدل و انصاف کی نگاہ سے اسے دیکھیں جس نگاہ سے نجاشی نے مکہ کے مسلم مہاجرین کو دیکھا تھا اور پھر اپنی عقل اور اپنی بصیرت سے نہ کہ لوگوں کے لگائے ہوئے جھوٹے الزاموں کے اثر کے نیچے اور لوگوں کی بنائی ہوئی رنگین عینکوں کے ذریعہ اسے دیکھیں مجھے یقین ہے۔ کہ اگر آپ ایسا کریں گے۔ تو آپ کو اس لاثانی جوہر کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ اور اس رسے کو آپ پکڑ لیں گے جو کہ خدا تعالےٰ نے اس کتاب کے ذریعہ سے آسمان سے پھینکا ہے تاکہ اس کے بندے اسے پکڑ کر اس تک وہ پہنچ جائیں۔

اے اہل افریقہ ایک دفعہ پھر اپنے عدل اور انصاف

# اسلام کے خیر خواہ؟

اسلام کے بیرونی دشمن ہی کم نہیں۔ لیکن افسوس کہ اس کے اندرونی دشمن بھی بہت سے پیدا ہو گئے ہیں۔ وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں۔ دشمنانِ اسلام کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔ اور اپنوں کو غفلت کی نیند سلانے کے در پے رہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں اُمتِ محمدیہ میں بگاڑ پیدا ہو جائیگا اور لوگ رسماً مسلمان رہ جائیں گے۔ اسلام اور قرآن کریم کے آثار مٹ جائیں گے۔ اور قرآن کریم کے صرف لفظ ہی باقی رہ جائیں گے۔[1] اس وقت اللہ تعالیٰ آپ کی روحانی ذریت میں سے ایک شخص کو کھڑا کرے گا جو اسلام کی عظمت کو از سرِ نو قائم کرے گا۔ اور ایمان[2] اور قرآن کو دوبارہ واپس لا کر تجدیدِ دین کی بنیاد رکھے گا۔ اس وقت علماء دنیا میں سب سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ اور سب سے زیادہ روحانیت سے محروم۔ اسلام جب شروع ہوا اس[1] وقت بھی اس کی مسافرانہ حیثیت تھی کہ نہ اس کا کوئی مکان تھا نہ گھر نہ وطن نہ ملک۔ اور آخری زمانہ میں بھی اس کا یہی حال ہوگا کہ وہ بے وطن اور بے دیار ہو جائے گا۔ اور مسافرانہ حیثیت سے اِدھر اُدھر پھرے گا۔ کوئی اسے اپنے گھر رکھنے پر تیار نہ ہوگا۔ ان حدیثوں سے صاف ظاہر ہے کہ ایک زمانہ مسلمانوں پر ایسا آنے والا ہے کہ ان کے ظاہر تو مسلمانوں والے ہوں گے اور باطن کافروں والے۔ اُن کی زبانیں اسلام کی مقر ہوں گی لیکن اندرونے اسلام اور قرآن کو دھکے دے رہے ہوں گے۔ ان کے علماء ان کو اسلام کی طرف واپس لانے کی بجائے خود اسلام کو عملاً چھوڑ رہے ہوں گے اور دنیا کے پردہ پر بدترین مخلوق ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ ایسے وقت میں علماء سے اس قسم کی امید رکھنی کہ وہ صداقت اور حق کی تائید کریں گے۔ خلافِ عقل ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تباہی سے بچانے کے لئے اہلِ فارس میں سے ایک شخص[2] کو اس وقت کھڑا کرے گا۔ جو اسلام کی طرف واپس لائے گا اور ایمان کو قائم کرے گا۔

یہ بھی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے مستقبل میں سب سے بڑا فتنہ مسیحیت کا فتنہ ہے۔ حتیٰ کہ احادیث میں بتایا گیا ہے کہ مسیحی لوگ اپنی طاقت اور قوت سے سب دنیا پر چھا جائیں گے۔ بلکہ اس فتنہ کا ذکر خود قرآن کریم میں موجود ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ۔ یعنی یاجوج ماجوج سب بلند و بالا مقاموں سے اُتر کر دنیا پر چھا جائیں گے۔ اور یاجوج ماجوج کے متعلق بائیبل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسیحی لوگ ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے۔ کہ یاجوج سے مراد روس اور ماجوج سے مراد ایک زبردست بادشاہت ہے۔ جو امن سے جزیروں میں بیٹھ کر حکومت کرتی ہے۔ یعنی حکومت برطانیہ۔ اور ان دونوں ملکوں کا شاہی مذہب مسیحیت ہے۔ پس یہ امر بالبداہت ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی جو خراب حالت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ وہ اسی فتنہ یعنی مسیحیت کی ترقی کے زمانہ میں ہی ہونی تھی۔ اور چونکہ مسیحی فتنہ ظاہر ہو چکا ہے بلکہ اب تو اس میں کمزوری کے آثار پیدا ہونے لگ گئے ہیں۔ جیسا کہ موجودہ واقعات سے ظاہر ہوتا ہے۔ تو یہ امر ناممکن ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے مطابق مسلمانوں میں خرابی پیدا نہ ہو چکی ہو وہ لوگ جو دین اسلام کے دشمن ہیں اور اس کی سچائی دیکھنا نہیں چاہتے۔ اس صداقت کو چھپانا چاہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو تسلی دے رہے ہیں۔ کہ تمہاری حالت بالکل درست ہے اور اگر کوئی خرابی ہو۔ تو تمہارے علماء تمہاری اصلاح کے لئے کافی ہیں۔ لہٰذا اس سے زیادہ کوئی ظلم نہیں ہو سکتا کہ ایک بیمار کو اس کی بیماری سے ناواقف رکھا جائے یا یہ کہ علاج کا کام دشمنِ جان کے سپرد کیا جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ مسیحیت کی ترقی کے وقت مسلمانوں کی حالت خراب ہوگی اور ان میں صرف ظاہری اسلام باقی رہ جائے گا۔ لیکن مسلمانوں کے لیڈر کہلانے والے کہتے ہیں۔ کہ نہیں نہیں اطمینان سے بیٹھے رہو تم میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں اس وقت مسلمانوں کے علماء دنیا میں سب سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ لیکن یہ لوگ کہتے ہیں کہ اول تو مسلمانوں میں کوئی نقص نہیں۔ اور اگر ہے تو اس کا علاج یہ علماء کریں گے۔ گویا اول تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تشخیصِ مرض کو جھٹلایا جاتا ہے۔ اور پھر فرض کر کے کہ مرض ہے یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ جسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دشمنِ جان قرار دیا ہے اُسی سے علاج کراؤ۔ اور جو تھوڑا بہت دین یا ایمان باقی ہے اُسے بھی برباد کرا لو۔

اے بھائیو۔ خوب سمجھ لو۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی آپ لوگوں کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ وہ تو ہم سب کے روحانی باپ ہیں اور اس وجہ سے جسمانی ماں باپ سے بہت زیادہ خیر خواہ۔ کون سا باپ ہے جو اپنے بچہ کی بدگوئی کرے گا۔ اور جب وہ نہایت نیک ہے اُسے بد قرار دے گا۔ اور جب وہ تندرست ہے اُسے بیمار قرار دیگا سوائے اس باپ کے جو کسی وجہ سے اپنے بچہ کا دشمن ہو گیا ہو۔ یا جو فاتر العقل ہو۔ مگر کیا آپ میں سے کوئی یہ سمجھ سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا باپ ایسی غلطی کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ یقیناً اگر مسلمانوں پر ایسا زمانہ نہیں آنے والا تھا۔ تو آپ کبھی ایسے فتوے نہ دیتے۔ کہ ان کے اندر صرف رسماً اسلام رہ جائے گا۔

اسی طرح یہ بھی ظاہر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو علماء کی عزت قائم کرنے میں سب سے بڑھ کر تھے اور جنہوں نے عُلَمَاءُ اُمَّتِي كَاَنْبِيَاءِ بَنِي اِسْرَائِيْل فرمایا کہ اسلام کو وہ عزت بخشی ہے جو کبھی کسی نبی نے اپنی اُمت کو نہیں بخشی۔ وہ بلا وجہ ہرگز نہ کہہ سکتے تھے۔ کہ اس زمانہ میں علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ یقیناً آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے علماء کی بہت ہی بری حالت دکھائی ہوگی۔ تبھی آپ نے ایسا فرمایا۔ اور نہ آپ کے رحم سے یہ امید کی جاتی ہے کہ تھوڑی بہت خرابی کا تو آپ ذکر نہ کرتے اور اپنے علم کی عادت اور پردہ پوشی کی خصلت سے کام لے کر معمولی سے نقص پر پردہ ڈال دیتے۔ تا علماء کی بدنامی نہ ہو۔ لیکن جب آپ نے ایسا نہیں کیا بلکہ علماء کی حالت کو نہایت سخت الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ آپ نے یہ کام اُمت کی ہمدردی سے مجبور ہو کر کیا ہے۔ اور اس غرض سے کیا ہے تا مسلمان ایسی گھبراہٹ کے وقت میں اُن سے اپنا علاج کرا کے اپنے آپ کو تباہ اور برباد نہ کر لیں۔ اور وہی سبھی روحانیت سے بھی انہیں ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔

پس اے بھائیو! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو یاد رکھو کہ آپ سے بڑھ کر آپ لوگوں کا کوئی خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔ اور ان دوست نما دشمنوں سے بچو جو تم کو بیمار دیکھ کر علاج کا مشورہ دینے کی بجائے اُلٹا غافل کرنا چاہتے ہیں اور آپ سے بھی دشمنی کرتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی تکذیب کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی خراب حالت اظہر من الشمس ہے ان کی حکومتیں جاتی رہیں ان کی تجارتیں برباد ہو گئیں۔ ان کے دلوں سے علم اُٹھ گیا ہے۔ تقویٰ مٹ گیا ہے اُن کے قلوب سے خدا تعالیٰ کی یاد جاتی رہی ہے۔ رسول کریم کی اتباع کا جوش سرد ہو گیا ہے۔ ہمدردی عام کا خیال جاتا رہا ہے قربانی اور ایثار کی روح مردہ ہو گئی ہے۔ غرض بقول اصدق الناس صرف رسم اسلام باقی رہ گئی ہے۔ روحِ اسلامی مٹ چکی ہے۔

ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ اگر مسلمانوں کی خبر نہ لیتا اور حسبِ وعدہ فارسی الاصل انسان کو یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی سلسلہ احمدیہ کو مبعوث نہ فرماتا۔ تو یقیناً اپنے وعدہ خلافی کا مرتکب ہوتا۔

---

[1] يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدٰى عُلَمَاؤُهُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَاءِ (مشکوٰۃ کتاب العلم)

[2] وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ۔ (بخاری تفسیر زیر آیت وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ سورۃ الجمعہ)

اور ترمذی میں ہے لَوْ كَانَ الدِّيْنُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ مِنَ الْفُرْسِ۔

سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فارسی الاصل تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ فرما کر اپنے اہل بیت میں شمار فرمایا ہے۔

[1] اِنَّ الدِّيْنَ بَدَءَ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ بحوالہ ترمذی)

---

کا ثبوت دو۔ اور پھر ایک سچائی کے قائم کرنے میں مدد دو۔ جو سچائی تمہارے پیدا کرنے والے خدا نے بھیجی ہے۔ جس سچائی کو قبول کرنے کے بغیر غلام قومیں آزاد نہیں ہو سکتیں۔ مظلوم ظلم سے چھٹکارا نہیں پا سکتے۔ قیدی قید خانوں سے چھوٹ نہیں سکتے۔ امن۔ رفاہیت اور ترقی کا پیغام میں تمہیں پہنچاتا ہوں۔ پیغام میرا نہیں۔ بلکہ تمہارے اور میرے پیدا کرنے والے خدا کا پیغام ہے۔ یہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا کا پیغام ہے۔ یہ یورپ۔ امریکہ اور ایشیا کے پیدا کرنے والے خدا کا پیغام ہے آؤ اور ہزاروں کی تعداد میں آؤ۔ لاکھوں کی تعداد میں آؤ۔ کروڑوں کی تعداد میں آؤ۔ اور سچائی کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاؤ۔ تاکہ ہم سب مل کر دنیا میں از سرِ نو خدا تعالیٰ کی بادشاہت کو قائم کر دیں اور بنی نوع انسان کی ہمہ گیر اخوت اور خدا تعالیٰ کے ہمہ گیر عدل و انصاف کو دنیا میں قائم کر دیں۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو میری آواز پر لبیک کہنے کی توفیق دے۔ اور میں وہ دن دیکھوں جب کہ آپ لوگ میرے دوش بدوش دنیا میں امن اور سلامتی اور ترقی اور رفاہیت کے قائم کرنے میں کوشش کر رہے ہوں اور پھر یہ کوشش خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہو۔ (خاکسار مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی)

# برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول

یہ ایک حقیقت ہے بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم جس وقت مبعوث ہوئے اُس وقت دنیا کا روحانی اور اخلاقی نقشہ یہ تھا کہ ظہر الفساد فی البر والبحر گیا خشکی اور تری میں فتنہ و فساد پیدا ہو چکا تھا۔ یعنی براعظموں میں بسنے والے ہوں یا جزائر میں۔ عالم ہوں یا جاہل۔ کسی شریعت سے تعلق رکھنے والے ہوں یا نہ۔ سب کے سب آستانۂ الٰہی سے دور جا پڑے تھے۔ اور گمراہی اور ضلالت کا دور دورہ تھا۔ خدا کی توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی۔ ایک عارف باللہ شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

خلائق کے دل تھے یقیں سے تہی
بتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
ضلالت تھی دنیا پہ وہ چھا رہی
کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی

خصوصاً عرب کی حالت بالکل دگرگوں تھی۔ وہ لوگ انسان ہو کر وحشیانہ خصائل اپنے اندر رکھتے تھے۔ بدیوں اور گناہوں میں منہمک تھے۔ قتل و خونریزی۔ شراب و زنا اور قمار بازی اُن کا محبوب مشغلہ تھا۔ اور روحانی اعتبار سے ہر ایک کا ایک معبود بنا کر کعبۃ اللہ کے اندر ۳۶۰ بُت رکھ دیئے تھے۔ خدا خدا کا گھر اُن کی نگاہ میں معمور تھا۔ علمی لحاظ سے اُمّی و اَن پڑھ۔ تہذیب و تمدن سے ناآشنا۔ ایسی حالت کہ کوئی اُن کو اپنی رعایا بنانے کو تیار نہ تھا۔ اس حالت میں نبی عربی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت اُن میں ہوتی ہے۔ آپ اپنی تعلیم اور قوت قدسیہ اور اخلاق فاضلہ سے اُن کی کایا پلٹ دیتے ہیں اور روحانی دنیا میں ایک پاکیزہ انقلاب برپا کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی پاکیزہ انقلاب کے بارہ میں بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نہایت ہی جامع و مانع الفاظ میں یوں فرماتے ہیں۔

"کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے۔ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا۔ اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا۔ اور پھر آپ نے ایسے وقت میں انتقال فرمایا۔ جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے۔ درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا۔ اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا۔ اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا۔ اور روحانیت کی کیفیت اُن میں پھونک دی۔ اور سچے خدا کے ساتھ اُن کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکروں کی طرح ذبح کئے گئے اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے۔ مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا۔ بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے۔ بلکہ حقیقی آدم وہی تھے۔ جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی۔" (لیکچر سیالکوٹ)

پھر فرمایا ؎

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دین کا پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اک معجزہ
معنیٔ رازِ نبوت ہے اسی سے آشکار
نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اک نور تھے
قوم وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

غرضیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صدیوں کے مُردوں کو اپنے ایک ہی جلوہ سے زندہ کر دیا۔ اور اُن اُمّی اور اَن پڑھ لوگوں کو علم و معرفت سے بہرہ ور کیا۔ اور آپ کی صحبت سے فیض پا کر یہ دنیا کے معلم و ہادی بنے۔ اور یہ اونٹوں کے چرانے والے جہان بان ہوئے۔ چنانچہ آپ کی اس شاندار کامیابی کو مسٹر ہربرٹ وائل اپنی کتاب Great Teacher میں ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:۔

"حضرت مسیح کی وفات کے چھ سو سال بعد جب کہ عرب کی اخلاقی حالت نہایت ہی خراب ہو گئی تھی۔ ۲۰ ر اپریل ۵۷۱ء کو حضرت محمد صلعم پیدا ہوئے جنہوں نے بت پرستی کو مٹایا۔ اور عرب کے وحشیوں کو نہایت متمدن بنا دیا۔ عام لوگ ان کی دیانتداری اور سچائی کے سبب ان کو امین کہہ کر پکارتے تھے۔ انہوں نے گمراہوں کو راستہ بتایا اور لوگوں کو اخلاق و اعمال کی اصلاح کی۔"

اسی طرح انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں آپ کی اس شاندار کامیابی کا ان الفاظ میں اعتراف کیا گیا ہے:۔

" Of all the religious personalities of the world Mohammad was the most successful."

کہ دنیا کی مذہبی شخصیتوں میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کامیاب ترین انسان ہیں۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو اللہ تعالےٰ نے دنیا کے لئے "اسوۂ حسنہ" قرار دیا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔" چنانچہ آپ کی زندگی نہایت ہی پاکیزہ اور مطہر تھی۔ اگر آپ ایک طرف روحانیت کے اعلیٰ مقام نبوت پر فائز تھے تو دوسری طرف خدا نے آپ کو اخلاق فاضلہ سے بھی متصف فرمایا۔ کفار نے آپ کے اعلیٰ کردار۔ عفت و پاکدامنی اور معاملات میں امانت و دیانت کو دیکھ کر آپ کو "امین و صادق" کے لقب سے ملقب کیا۔ اور یہ لقب آپ سے پہلے کسی کو نہیں دیا گیا تھا۔ چنانچہ سر ولیم میور اپنی کتاب Life of Mohamad میں لکھتا ہے:۔

"تمام تصنیفات محمد صلعم کے بارہ میں اُن کے چال چلن کی عصمت اور ان کے اطوار کی پاکیزگی پر جو اہل مکہ میں کم یاب تھیں متفق ہیں:"

خود خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی ۴۰ سالہ پاکیزہ زندگی کو آپ کے دعوےٰ نبوت کے صادق ہونے پر بطور دلیل پیش فرماتا ہے۔ کہ ان کفار کو کہہ فقد لبثت فیکم عمرًا من قبلہ افلا تعقلون۔ (یونس) کہ اے لوگو! میں اس دعوےٰ نبوت سے قبل تم میں ایک زندگی گذار چکا ہوں۔ تم دیکھو کہ میری وہ زندگی ہر قسم کے دغا۔ فریب۔ جھوٹ اور عیب سے پاک ہے۔ جب دنیوی معاملات میں میں نے تم کو کوئی دھوکا اور فریب نہیں دیا۔ تو اس دینی اور روحانی معاملہ میں یکدم میں تم کو کیسے دھوکا دے سکتا ہوں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی پاکیزہ زندگی اس امر کا روشن ثبوت ہے۔ کہ آپ کا دعویٰ نبوت برحق اور درست تھا۔ اور خدا کی طرف سے تھا۔ نہ کہ اپنے نفس کی بناوٹ۔ چنانچہ کونٹ ٹالسٹائی آپ کی پاکیزہ زندگی کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"حضرت محمد۔ متواضع۔ خلیق اور روشن فکر و صاحب بصیرت تھے۔ لوگوں سے عمدہ معاملہ کرتے تھے۔ آپ کی طبیعت ابتداء سے ہی دینی مباحث اور اصلاح کی طرف مائل تھی حضرت محمد نے چالیس سال تک نہایت پاکیزہ زندگی بسر کی۔ عرب کے تمام باشندے آپ کی صداقت نیکی اور خلق کے اہل ہی معترف تھے۔ دوست و اقارب اور اجنبی سب آپ سے محبت رکھتے تھے۔ اور آپ کا احترام کرتے تھے آپ کے اخلاق کریمانہ شرافت نفس اور صداقت تمام حجاز میں ضرب المثل کے طور پر مشہور تھے۔" (اسوۃ النبی ص۳)

پھر بھی روسی فلاسفر اپنی کتاب (The Light of Religion) حضور علیہ السلام کے بارہ میں لکھتا ہے:۔

"حضرت محمد ایک اولوالعزم اور مقدس ریفارمر تھے۔ انہوں نے گمراہوں کو بت پرستی سے روکا اور افعال قبیحہ سے منع کیا۔ خدائے واحد کی عبادت اور پرستش کی پاکیزہ تعلیم دی۔ اخوت و ہمدردی اور مساوات کے سبق سے اُن کے دلوں کو لبریز کر دیا۔ غارتگری اور خونریزی کو ممنوع قرار دیا۔ آپ دنیا میں مصلح بن کر آئے تھے۔ اور آپ میں ایسی برگزیدہ قوت پائی جاتی تھی۔ جو قوت بشری سے سب سے اعلیٰ و ارفع ہے۔"

بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

---

ہم الزام آتا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے زیادہ وعدہ کو پورا کر دکھایا اور کون ہو سکتا ہے اس نے وقت پر اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ اور مرض کے پیدا ہوتے ہی طبیب بھیج دیا۔ اب یہ آپ لوگوں کا کام ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تجویز کردہ اور اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے طبیب سے علاج کرائیں اور اسکی اتباع میں داخل ہو کر اسلام کی شوکت بڑھائیں۔ یا اُن لوگوں سے علاج کرائیں کہ جن کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کے نیچے سب سے بدتر وجود قرار دیا ہے اور آپ لوگوں کے ایمان کا دشمن بتایا۔ یاد رکھیں کہ دوست سے بھاگ کر دشمن کی پناہ میں جانے والا کبھی فلاح نہیں پاتا۔ اور اللہ تعالےٰ کے تجویز کردہ نسخہ کو رد کر کے بندوں کے ٹوٹکوں پر نگاہ رکھنے والا کبھی صحت کا منہ نہیں دیکھتا۔

وقت نازک ہے۔ اور مصیبت بہت بڑی۔ پس اللہ تعالےٰ کی نعمت کی قدر کرو۔ اور اس کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے کہ اُس نے عین مرض کے وقت طبیب روحانی بھیج دیا ہے۔ اس کے مامور حضرت مرزا غلام احمد کے دعویٰ پر ایمان لاتے ہوئے احمدیت کو قبول کرو۔ تاکہ یہ مصیبت کے دن ٹل جائیں اور اسلام ایک دفعہ پھر فتح و کامرانی کے دن دیکھے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا باغ خشک ہو رہا ہے۔ اگر وفادار ہو۔ تو دیرینہ لگاؤ۔ اٹھو اور اپنے خونوں سے اس باغ کے درخت کو سیراب کرو۔ آسمانی باغ گندوں کے پانیوں سے نہیں بلکہ مومنوں کے خون سے سینچے جاتے ہیں۔ (رسالہ فرقان)

اخلاق فاضلہ کا ایک مجسمہ اور قرآن مجید کی ایک عملی تصویر تھے۔ ہمدردی ومواسات اور رحم کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اسی جذبہ کی وجہ سے مخلوق خدا کی ہدایت ورہنمائی کے لئے دن رات کوشاں رہے۔ اپنے آرام و آسائش کو خیر باد کہہ کر اپنی زندگی کو خدمت دین۔ عبادت الٰہی اور ہمدردی خلق کے لئے وقف کر دیا۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے آپ کو "رحمۃ اللعالمین" کے لقب سے سرفراز فرمایا ہے۔ یہ آپ کی رحمت وشفقت ہی تھی کہ آپ کے گرد صحابہ کرام جیسے فدائیوں اور شیدائیوں کا یوں جمگھٹا رہتا تھا۔ جیسے شمع کے گرد پروانے۔ جو ہر وقت اپنی جان مال اور عزت سب کچھ آپ پر نثار وقربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہتے تھے۔ اور اس کا عملی ثبوت متعدد مرتبہ پیش کیا۔ خدا نے آپ کو دین و دنیا کا بادشاہ بنایا تھا۔ مگر حلم و بردباری سادگی وانکساری میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ ہر چھوٹے سے چھوٹا کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے۔ اور اپنے اور عزیزوں کے ساتھ نہایت ہی شفقت ومہربانی کا سلوک فرماتے۔ چنانچہ

(۱) شہرہ آفاق مورخ گبن اپنی تاریخ History of The world P. 268 میں تحریر کرتے ہیں۔

"ہر انصاف پسند یہ یقین کرنے پر مجبور ہے کہ حضرت محمد صلعم کی تعلیم تبلیغ وہدایت خالص سچائی اور خیر خواہی پر مبنی تھی۔ آپ ظاہری شان وشوکت کو بالکل حقیر سمجھتے تھے۔ گھر کے ادنیٰ ادنیٰ کام خود کرتے تھے۔ آگ سلگاتے۔ جھاڑو دیتے۔ اپنی جوتیاں گانٹھتے۔ اپنے کپڑوں کو پیوند لگاتے۔ جَو کی روٹیاں کھاتے۔ مگر مہمانوں کو اچھے سے اچھا کھلاتے۔ ہر اعتبار سے آپ مقدس بزرگ تھے۔"

(ب) تھامس کارلائل "Heros and Heros worship." میں لکھتے ہیں:۔

"حضرت محمد کا قلب نہایت صاف شفاف اور اُن کے خیالات ہوا وہوس سے کوسوں دور تھے۔ وہ نہایت سرگرم ریفارمر اور باوفا بزرگ تھے۔ آج بھی اُن کی صداقت کامیابی کے ساتھ نظر آتی ہے۔ اس روشن چشم فراخ حوصلہ کریم النفس اور معاشرت پسند اور دو دکھے دل والے بادیہ نشین کے خیالات جاہ طلبی سے کوسوں دور تھے۔ اس شخص کی عظمت میں متانت کی شان نظر آتی تھی اور اُن کا شمار اُن لوگوں میں سے تھا جن کا شعار سچائی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا جو فطرتاً بے لوث اور سچے ہوتے ہیں"۔ اس طرح فرماتے ہیں:۔

"He was man of truth and fidelity, true in what he did, in what he spoke, in what he thought, he always meant some-thing, a man rather taciturn in speech, silent when there was nothing to be said, but pertinent, wise, sincere, when he did speak always throwing light on the matter."

یعنی حضور علیہ السلام ایک صادق اور امین شخص تھے۔ اپنے خیالات اور اعمال میں نہایت پاکیزہ آپ نہایت ہی کم سخن۔ خاموش طبع تھے۔ مگر نہایت ہی ہمدرد اور خلیق تھے۔ جب کبھی کلام فرماتے تو معاملات پر نئی روشنی ڈالتے اور معنی خیز کلام فرماتے۔

(ج) مسٹر اسٹینلے لین پول۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکبازی اور منکسر المزاجی کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"حضرت محمدؐ نہایت بااخلاق اور رحم دل بزرگ تھے۔ اُن کا خدا پرستی اور مسلم نیازمنی مستحق تعریف ہے۔ آپ اس قدر انکسار پسند تھے کہ بیماروں کی عیادت کو جایا کرتے تھے۔ غلاموں کی دعوت قبول کر لیتے۔ غریبوں سے بہت زیادہ محبت کرتے۔ اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتے۔ بکریوں کا دودھ دوہتے اور اپنے کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے۔ بے شک وہ مقدس پیغمبر تھے۔"

(Speeches of mohd)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا سے عشق اور اپنے مشن پر یقین کامل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں عشق الٰہی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اور خدا کی توحید کے قیام اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے آپ کی زندگی کا ہر لمحہ وقف تھا۔ اور اس نیک مقصد کے حصول کے لئے آپ نے ہر قسم کی تکالیف خندہ پیشانی سے برداشت کیں اور آپ اپنے مطمح نظر کے قریب ہوتے چلے گئے۔ چنانچہ آپ کے بے مثال استقلال واستقامت کو دیکھ کر دشمن بھی حیران وششدر

اُنہوں نے آپ کو ہر قسم کا لالچ دینا چاہا۔ تاکہ آپ اپنے مشن سے دستبردار ہو جائیں۔ مگر آپ نے اُن کو ہر قدم پر مایوس کیا۔ اور فرمایا۔ کہ اگر سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ میں لا کر رکھ دیں تب بھی میں اس کام کو چھوڑ نہیں سکتا۔ جس پر خدا نے مجھے مامور کیا ہے۔ چنانچہ کفار کو تسلیم کرنا پڑا "لقد عشق محمد ربہ" کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے رب کے عاشق صادق ہیں۔ اور آپ کو اپنے مقصد کے حصول پر پختہ یقین ہے۔ کہ خدا ہر رنگ میں آپ کی تائید ونصرت فرمائے گا۔ اور بالآخر آپ ہی کامیاب وکامران ہوں گے۔ اور دشمن خائب وخاسر۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اس سلسلہ میں بعض غیر مسلم معززات کی آراء ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) میجر آرتھر لیونرڈ فرماتے ہیں۔

"If ever man in this earth found God, if ever man devoted his life to God's service with a good and great motive, it is certain. that the Prophet of Arabia was that man. Not only Great but of the Greatest ie truest man that humanity has ever produced."

(Islam — her Moral and spiritual Value".)

یعنی اگر دنیا میں کبھی کسی شخص نے خدا کو پایا ہے۔ اگر دنیا میں کبھی کسی شخص نے اپنی زندگی خدا کی خدمت کے لئے وقف کی ہے۔ تو یہ امر یقینی ہے کہ یہ شخصیت نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ وہ نہ صرف بڑے ہیں بلکہ سب سے بڑے ہیں۔ نہایت ہی راستباز انسان جو دنیا کے اندر ظاہر ہوا"

(ب) ہندوستان کو آزادی دلانے والے گاندھی جی نے مدت ہوئی اپنے اخبار "ینگ انڈیا" میں لکھا تھا۔

"کئی بار رسالت پناہ نے اپنی جان خطرہ میں ڈالی۔ لیکن آپ کا اللہ تعالیٰ پر ایمان نہایت قوی۔ غیر متزلزل اور اٹل تھا۔ بے شمار مصائب اور بے حد تکالیف پر بھی آپ ہشاش بشاش رہتے تھے۔ کیونکہ آپ کو یقین تھا کہ خدائے عز وجل آپ کا معاون ہے۔ اور آپ نہایت حق کا فرض ادا کر رہے ہیں"۔

(پیغام صلح ۱۲ مئی ۵۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم و رواداری اور عفو عام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی حلیم الطبع اور بردبار اور ہمدرد وغمگسار انسان تھے اپنوں اور غیروں کے ساتھ حضور علیہ السلام کا کریمانہ سلوک عام تھا۔ آپ امن کے شہزادہ تھے۔ جنگ وجدال سے آپ کو طبعی نفرت تھی۔ مجبوراً بعض دفاعی جنگیں آپ کو لڑنا پڑیں۔ مگر جب آپ کو اپنے دیرینہ دشمنوں پر اقتدار حاصل ہوا۔ اور مکہ کے لوگ اسیران جنگ کی حیثیت میں آپ کے حضور پیش ہوتے ہیں۔ اور معافی اور درگذر کے طلبگار ہوتے ہیں۔ تو آپ نہایت ہی خندہ پیشانی سے اُن کو معاف کر دیتے ہیں۔ انتم الطلقاء لا تثریب علیکم الیوم۔ جس طرح یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے سلوک کیا۔ آپ نے ان مکہ والوں سے سلوک کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آپ کے عاشق وشیدا ہو گئے۔ اور اسلام میں داخل ہو گئے۔ عفو عام اور محبت کی تلوار نے اُن کو گھائل کر دیا۔ آپ کے اخلاق کریمانہ اور صلح وآشتی کی تعلیم نے اُن کو آپ کا گرویدہ بنا دیا۔ اور دراصل یہی روح اسلام کی ترقی وشوکت کا باعث ہوئی۔ نہایت نادان اور جاہل ہے وہ شخص جو ان حالات کے باوجود بھی کہتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔؟ آخر یہ بھی تو سوچئے یہ تلوار چلانے والے آئے کہاں سے؟۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی پُر امن تعلیم اور حضور علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ اور آپ کی رحم وشفقت لوگوں کو اسلام کی طرف کشش کر رہی تھی اور آپ کی ذات ستودہ صفات اپنے اندر اتنی کشش وجاذبیت رکھتی تھی۔ کہ شدید ترین دشمن بھی مجبوراً آپ کی طرف کھینچا چلا آتا تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بعض غیر مسلم حضرات کی آراء ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) بابو برج بہاری لال صاحب بی۔ اے ایڈووکیٹ دہلی فرماتے ہیں۔

"حضرت صاحب امن۔ صلح اور آشتی کے فرشتے تھے۔ چنانچہ جس مذہب کی بنیاد انہوں نے ڈالی اُس کا نام اسلام رکھا۔ جس کے معنے ہیں سلامتی "ترشی۔ درشت کلامی اور سخت سست کہنا حضرت صاحب کے لئے کار ناگزیر تھا"۔

(رسالہ پیشوا دہلی ۶/۸۲)

(باقی آئندہ)

---

صدمہ: یہ میرا بڑا بیٹا عزیز انوار الاسلام کو بعمر ۱۲ سال صرف ایک روز بخار رہ کر ۳۰ اگست کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم والدین کا صدورجہ اطاعت گذار اور ہونہار بچہ تھا۔ جس کی ناگہانی وفات کے باعث اس کی والدہ کو سخت صدمہ ہے احباب جماعت سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کی والدہ اور تمام بہن بھائیوں کو صبر دے

# بہائی "اتحاد" اور "الہام"

از مکرم ابو ظفر سید ارشد علی صاحب لکھنوی

دنیا کی مادی ترقی سیاست اور فن سیاست کے حیرت انگیز ہتھکنڈے اپنے پورے شباب کے ساتھ سنسار کے تھیٹریکل اسٹیج پر جن شاطرانہ چالوں سے طلسماتی پارٹ ادا کر رہے ہیں۔ اُنہیں دیکھ کر ایک سطحی نظر کا آدمی بے اختیار یہ کہہ اُٹھتا ہے۔ کہ شاید دنیا میں اب کہیں سچائی کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہے گا۔

حق وصداقت کے پاسبانوں پر ایک سکتہ طاری ہے۔ راستی اور روحانیت کے داعظین بھی اس وقتی عشوہ گری پر ششدر تو ضرور ہے ہیں۔ لیکن ایک حد تک اُنہیں بھی مشکلات کا سامنا ہے۔

**دنیا کے دو حصے** ایک طے شدہ نظریئے کے لحاظ سے نظام کائنات کی آبادی کے دو حصے ہیں۔ ایک سیاسی اور ایک روحانی دنیا کا مذہبی حصہ روحانی خیال کیا جاتا ہے۔ اور سیاسی وہ حصہ ہے۔ جو دنیا کے نظم ونسق اور ملکی اقتدار کے لئے کوشاں ہے۔ ان دونوں جماعتوں کے نصب العین میں حقیقتاً تو زمین وآسمان کا فرق ہے لیکن سیاسی لوگ بھی بڑے سے بڑے دنیوی مفاد کے لئے بعض اوقات مجبوراً مذہبی عقائد ہی کی آڑ میں لوگوں کے جذبات سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

مثلاً سچ بولنا سیاست کا کوئی لازمی اور واجب الاحترام اصول نہیں۔ مگر عام طور پر حصول مفاد کے لئے سیاسی لیڈر بھی یہی فرمایا کرتے ہیں کہ سچ بولنا سیاسی نقطۂ نظر سے بھی اچھا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ سچ بولنے کی پاک اور بہت بلند مرتبہ تعلیم صرف مذہب کے ذریعہ ہی سے دنیا میں رائج ہوئی ہے۔ عالم وجود کی تاریخ گواہ ہے کہ سچ بولنے کی مقدس امانت کے لئے مذہبی پیشواؤں نے کیسی کیسی بے نظیر قربانیاں کی ہیں۔ اسلام کے سیدائیوں نے صرف سچ کے قیام ووقار کے لئے دنیا کے سامنے جو لرزہ خیز قربانیاں پیش کی ہیں۔ اُن کے تصور سے دل ہل جاتے ہیں۔ اپنی عزت اپنا وقار۔ اپنی دولت۔ اپنی جان اور ان سب سے بڑھکر اپنے شیر خوار بچوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے شہید کرا دینا۔ یہ صرف قرآن کریم کے اس حکم کی رضا کے لئے کیا گیا

جس میں فرمایا گیا ہے کہ مسلمان ہمیشہ سچ بولیں ہندو دھرم نے بھی سچ بولنے کے ادب و احترام کے لئے بڑی بڑی بھینٹیں چڑھائی ہیں۔ ہندوؤں میں ایک عام مقولہ ہے کہ

"پران جائیں پر بچن نہ جائیں"

غرض سچ بولنا بقائے انسانیت کے لئے ایک ایسی لازمی چیز ہے جس کی سرزنش حفاظت مذہبی آدمی کا نصب العین ہی نہیں بلکہ مقصدِ حیات سمجھنا چاہیئے۔ لیکن افسوس کہ آج سے قریب ایک سو سال قبل خطۂ ایران میں ایک ایسی دشمنِ انسانیت تحریک پیدا ہوئی۔ جس کا اوڑھنا۔ بچھونا ہی جھوٹ۔ تکیہ غلط بیانی اور فریب تھا۔ اس خطرناک تحریک کا نام پہلے سے قبل میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں مذہبًا اور اخلاقًا کسی بانیٔ تحریک یا مذہب کے متعلق کوئی غلط بات کہنا جائز نہیں سمجھتا اور میں سچ عرض کرتا ہوں کہ کسی قوم یا مذہب کی دل آزاری کرنا بھی میں بہت بڑا گناہ سمجھتا ہوں۔ خاکسار ایک مدت سے بہائی مذہب کے متعلق مضامین لکھ رہا ہے۔ لیکن ان مضامین کے لکھنے سے میرا یہ مقصد نہیں کہ کسی بہائی دوست کی دل آزاری ہو۔ اس تمدنی تحفظ کے لئے میں بہت احتیاط کرتا ہوں۔ اور حتی الامکان میں اپنی طرف سے بہائی تحریک کے متعلق کوئی ایسا لفظ نہیں لکھتا۔ جس سے اہل "بہا" کی دل آزاری ہو۔ لیکن اظہار حقیقت اور سچائی کی بقا کے لئے میں قطعی مجبور ہوں کہ کسی کھلی ہوئی جھوٹی بات کو منافقانہ درستی کے لئے میں جھوٹ نہ کہوں یا سچائی کے اعلان سے خاموش رہوں۔

**بابی اور بہائی تحریکیں** بابی اور بہائی تحریکوں کی لاوارثی کا کچھ عجیب حال ہے۔ سو میں سے ۹۵ فی صدی بابی اور بہائی ایسے ملیں گے۔ جنہوں نے اپنی خدائی کتابوں کے آج تک درشن بھی نہیں کئے۔ میں خود کئی پرانے بہائیوں سے ملا ہوں۔ جس سے بھی میں نے یہ پوچھا کہ آپ نے "اقدس" یا "البیان" پڑھی ہے تو اُس نے شرمندگی کے ساتھ یہی کہا کہ "نہیں"۔ بہائیوں کے شاید سب سے بڑے مبلغ اور "مسٹر بھارگو کے زخم خوردہ" "پروفیسر پریتم سنگھ صاحب" سے میری

ملاقات لکھنؤ میں ہوئی۔ وہ عاجز کے غریب خانہ پر تشریف لائے تھے۔ راقم نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے "البیان" اور "اقدس" پڑھی ہیں۔ تو انہوں نے ندامت سے یہی کہا کہ "نہیں"۔ پھر میں نے کربلا کی مٹی کے معبود ہونے وغیرہ کے متعلق بہاء اللہ صاحب کی ایک عبارت پڑھ کر سنائی تو ممدوح نے فرمایا کہ "یہ تو بالکل لغو بات ہے"۔ میں نے کہا کہ یہ بہاء اللہ صاحب نے لکھا ہے۔ اور یہ انہیں کی کتاب "ایقان" ہے۔ تو انہوں نے خجالت کے ساتھ فرمایا کہ تحقیق کر کے بتاؤں گا۔

**بابی اور بہائیوں کی بے خبری** بابی اور بہائیوں کی اپنی خدائی کتابوں سے بے خبری کے کئی وجوہات ہیں۔ لیکن اس وقت میں صرف دو ایسی باتیں پیش کرتا ہوں۔ جو بہت اعلیٰ الاعلان اپنے ماننے والوں کو "تقیہ" اور جھوٹ کی کھلی ہوئی تعلیم دی ہے۔ جس کی وجہ سے کسی پکے بابی اور بہائی کی نظروں میں سچ بولنے کی کوئی وقعت ہی نہیں ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ ہر بابی اور بہائی جھوٹ بولنا اپنے خدائی احکام کی وجہ سے جائز ہی نہیں بلکہ فرض سمجھتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اپنی خدائی کتب "البیان" اور "اقدس" کو بابی اور بہائی دانستہ اس کو بری طرح چھپاتے ہیں کہ جس طرح بعض ناقابل بیان چیزیں بھی چھپائی نہیں جاتیں۔ میں اپنے ان دعووں کے ثبوت میں ناظرین کی خدمت میں بہت اختصار کے ساتھ باب اور بہاء اللہ کے چند حوالے پیش کرتا ہوں جنہیں پڑھ کر ناظرین بڑی آسانی سے فیصلہ کر سکیں گے کہ میں اپنے دعاوی کے ثبوت میں جناب باب اور بہاء اللہ صاحب کے احکامات پیش کرتا ہوں۔ کیا اس کی کوئی رکیک سے رکیک تاویل بھی ہمارے کوئی بہائی دوست کر سکتے ہیں۔

**پہلا حوالہ** پہلا حوالہ میں ایک ایسے انسان کا پیش کرتا ہوں جس کو جناب بہاء اللہ بلا شرکت غیرے اور قطعی اپنا خدا مانتے ہیں۔ اور جس کے متعلق انہوں نے لکھا ہے کہ:۔

"آپ کے سوا سب آپ کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں"۔

یہ صاحب علی محمد باب ہیں۔ ناظرین ذرا اپنی انسانیت کے وقار کو سامنے رکھ کر اس غارت گر انسانیت حکم کو غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ جناب باب اپنی پیدا کی ہوئی مخلوق کو کیا حکم دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"اے اصحاب باقر ادا کر از شما سوال

نمائند از حقیقت من تقیہ نمائند و انکار ولعن کنید زیرا کہ حکم اللہ برشما این است"۔ (نقطۂ الکاف ص۲۲۱)

ترجمہ:۔ کہ اے رفقائے باب۔ کل جب تم سے میری صداقت کے متعلق لوگ سوال کریں تو تقیہ کرنا اور نیز مجھ پر لعنت کرنا۔ کیونکہ تمہارے لئے حکم خداوندی یہی ہے۔

ناظرین! خدا کے لئے ذرا انصاف سے فرمائیے کہ کیا ایک ایسا شخص جو مدعیٔ الوہیت ہے وہ اپنی پیدا کی ہوئی مخلوق کو کیسی بجز، اور بزدلی کی تعلیم دیتا ہے۔ کہ کل تم تقیہ کرنا اور جان بوجھ کر جھوٹ بولنا۔ اور اس کے ساتھ ہی خبو دیت اور سعادت کا اس طرح بھی ثبوت پیش کرنا کہ میں جو تمہارا پیدا کنندہ ہوں مجھ پر لعنت کرنا کہ تمہارے لئے حکم خداوندی یہی ہے۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ اس سے بڑھ کر گندی اور دشمن انسانیت اور کیا تعلیم ہوگی۔

**دوسرا حوالہ** جناب عبد البہاء صاحب آفندی نے ۱۹۲۱ء میں حیفا سے قاہرہ ایک بہائی کو خط لکھا۔ جس میں حکم دیتے ہیں۔ کہ:۔ "علیکم بالتقیہ" کہ تم پر تقیہ یعنی جھوٹ بولنا جائز ہے۔ اس قسم کے اور بکثرت حوالے ہیں جن میں جھوٹ بولنا بہائی مذہب کا فرض قرار دیا گیا اور اسی لئے بابی اور بہائی اپنے خدا کے حکم کی وجہ سے بے دریغ جھوٹ بولتے ہیں۔ اپنے پہلے دعوے کے کھلے ہوئے ثبوت کے بعد اب میں اپنے دوسرے دعوے کے ثبوت میں ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ دوسرا دعویٰ عاجز کا یہ ہے کہ بابی اور بہائی دیدہ دانستہ غیر بہائیوں سے عام طور پر اور بہائیوں سے خاص طور پر "اقدس" اور "بیان" کو بہت بری طرح چھپاتے ہیں۔ چنانچہ بہاء اللہ کے بیٹے عبد البہاء صاحب آفندی نے خاص بہائیوں کو "اقدس" کی اشاعت سے منع کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ "کتاب اقدس اگر چھپ گئی تو پھیل جائے گی۔ اور کمینے اور متعصب لوگوں کے ہاتھوں میں چلی جائے گی۔ اس لئے اس کا چھپوانا جائز نہیں"۔

یہی بنیادی احکام ہیں۔ جن کی وجہ سے دور کے بہائی بہائیت کی اصل گہرائی سے نابلد ہیں۔ اور ان بچاروں نے جو کچھ کسی پرانے بہائی سے سُن لیا اُسی کو بہائیت اور بابیت کی اصل تعلیم سمجھ لیا۔ لیکن جو پرانے بہائی جھوٹ بولتے اور فریب کرتے پکے ہو چکے ہیں۔ اُنہوں نے تو خریداری اپنے جھوٹ دغابازی اور فریب کے اصل الاعلان تحریری ثبوت پیش کئے ہیں۔ اور یہ تحریری ثبوت کسی خاص دائرہ میں ہی محدود نہیں بلکہ انہوں نے خود اپنے جھوٹ بولنے کے تحریری اعلان کئے ہیں۔ ان شرمناک حوالوں میں سے میں بخوف طوالت بہت ہی اختصار کے ساتھ چند حوالے پیش کرتا ہوں۔

پہلا حوالہ۔ مرزا صدر علی بہائی مبلغ "بہجۃ الصدور" میں لکھتے ہیں:۔

"کہ اگرچہ میں اور مرزا حسین شیرازی اور درویش حسن بہائی فرقے میں داخل تھے۔ لیکن ہم لوگوں کے سامنے ظاہراً طور پر اسلامی احکام کی اسی طرح پابندی کرتے تھے۔ جس طرح دوسرے مسلمان کرتے ہیں۔" "اور اگرچہ میں نئی کتاب اور نئی شریعت کو اندرونی اور بیرونی دلائل کے ساتھ ثابت کیا کرتا تھا اور ہمارا اعتقاد تھا کہ اسلام منسوخ ہو چکا ہے اور نئی شریعت آچکی ہے۔ مگر قنصل کے مکان پر ہم نے نمازیں وغیرہ اسی طرح پڑھیں۔ جس طرح دوسرے مسلمان پڑھتے ہیں۔" "اور ایسا ہی ہم دوسروں کے سامنے بھی کرتے تھے۔"

بہائی مذہب میں مسلمانوں کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا حرام ہے۔ اور نماز باجماعت بھی بہائیوں کے ہاں جائز نہیں۔ جمعہ کی نماز بھی اہل بہاء کے یہاں منع ہے۔ اور اسی طرح بہائیوں کی نمازیں قرآن شریف کا ایک لفظ پڑھنا بھی حرام ہے۔ لیکن ناظرین اہل بہاء کی اس متعفن دجالیت پر سنجیدگی سے غور فرمائیں کہ یہ سب کے سب ایماندار مبلغ مسلمانوں کو دھوکہ دے کر اُن کے امام بنے رہے اور انہیں نمازیں بھی پڑھاتے رہے۔

بابی اور بہائیوں کا ایمان تو یہ ہے کہ وہ تمام جو باب پر ایمان نہیں لائے۔ وہ واجب القتل اور جہنمی ہیں۔ مگر ان بے پناہ مدعیانِ روحانیت کی ان کرتوتوں کو دیکھیے۔ اور سچ فرمائیے کہ اس قسم کے روحانیت میں ڈوبے ہوئے۔ لوگوں سے اگر شیطان بھی پناہ نہ مانگیں گے تو اور کیا کرے۔

یہ تو ہیں۔ بہائی مخلوق کے اعمال اور دیباچۂ روحانیت۔ لیکن اب ذرا بہائیوں کے "پروردگار" صاحب کا پاکیزہ انتشار روحانیت بھی ملاحظہ ہو جو حضور نے ایک انسانی چولا دھارن کر کے صادر فرمایا ہے۔ بہائی یا بابی تحریک کے اقنوم اول جناب باب تقیہ کی تعلیم دیتے ہوئے ملا علی محمد زیمانی کو حکم دیتے ہیں۔ کہ تمہارا مسلمانوں کی نماز جمعہ ترک کرنا مناسب نہیں ہے۔ تم اسی طرح نماز جمعہ قائم رکھو اور مسلمانوں کے امام جمعہ بنے رہو"۔

(نقطۃ الکاف ص۲۳۲)

ناظرین اس قسم کے شرمناک اور دشمنِ صداقت حوالے میں بیسیوں پیش کر سکتا ہوں۔ لیکن میرے اس مضمون کو پڑھنے والے خدا پرست احباب ان ذرا سے حوالوں ہی سے یہ اندازہ لگائیں کہ بہائی لوگ اسلام۔ روحانیت اور سچائی کی دشمنی میں کس روحانیت اور سچائی کا پرچار کر رہے ہیں۔

خدا کی پناہ۔ ان دشمن تمدن لوگوں کو کون سمجھائے ۔۔۔۔۔۔۔۔ ان بیچاروں کی عقلوں پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے۔ ان کی ڈھٹائی کی بھی کوئی انتہا ہے کہ جھوٹ کی نجس تعلیم کے ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ بہائیت ایک ایسا روحانی نظام ہے۔ جیسے نعوذ باللہ خدا نے ایک ایرانی عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر۔ دنیا کی نجات کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ خدا کی پناہ۔

## ایک تازہ واقعہ { اخبار بدر مورخہ ۲۸ر اگست ۱۹۵۲ء میں

بعنوان "بہائی کانفرنس حیدر آباد میں جماعت احمدیہ کی شمولیت"۔ ایک مراسلہ شائع ہوا ہے جس میں کانفرنس کے انعقاد کی اصل غرض۔ ان الفاظ میں شائع کی گئی ہے۔ "مقصد اس کانفرنس کا یہ تھا۔ کہ اتحاد بین الاقوام کے موضوع پر مختلف بڑے بڑے مذاہب کے نمائندے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں"۔ اس عنوان کے بعد بہائی تحریک کی مبلغہ "مس شیریں خانم صاحبہ" کی تقریر کا ایک مختصر اقتباس بھی شائع کیا گیا ہے۔ یہ تقریر مس موصوفہ نے کانفرنس کے موقعہ پر انگریزی میں فرمائی ہے۔ ممدوحہ اپنی تقریر میں فرماتی ہیں کہ:۔

"جناب بہاء اللہ کو قید خانہ میں جو الہام ہوا۔ وہ یہی تھا کہ تمام بنی نوع انسان کے ساتھ محبت۔ اتفاق اور اتحاد سے رہیں۔"

مس موصوفہ ایک خاتون ہیں اس لئے میں یہ نہیں کہتا کہ مس محترمہ نے بہائی الہام اور عقائد کے متعلق جو کچھ بیان فرمایا ہے۔ وہ انہوں نے جان بوجھ کر جھوٹ بولا ہے۔ یا حسب فرمان "جمال مبارک" دھوکہ دیتے ہوئے "تقیہ" کیا ہے بلکہ عاجز کا یہ خیال ہے کہ مس صاحبہ نے بابی اور بہائی شریعت کی کتابیں وغیرہ نہیں پڑھیں۔ بلکہ انہوں نے چند بہائی رسالے انگریزی میں پڑھ کے کچھ ایسی باتیں بیان فرما دی تھیں۔ جو بابی اور بہائی عقائد کے قطعی خلاف ہیں۔ مثلاً مس صاحبہ کا یہ فرمانا کہ قید خانہ میں بہاء اللہ صاحب کو الہام ہوا تھا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اگر مس صاحبہ نے بہائی اور بابی لٹریچر کا واقعی مطالعہ کیا ہوتا تو وہ یہ ہرگز نہ فرماتیں۔ بہائی لوگ نبوت کو بالکل اسی طرح ختم مانتے ہیں جیسے غیر احمدی مانتے ہیں۔ بابی اور بہائی لوگ اب وحی اور الہام کے بھی قائل نہیں۔ وہ بالکل صاف الفاظ میں کہتے ہیں کہ اب وحی کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ میں اپنے اس دعوے کے ثبوت میں چند حوالے پیش کرتا ہوں۔ بہاء اللہ صاحب لکھتے ہیں:۔

"وزینتہ بطراز الختم وانقطعت بہ نفحات الوحی"۔ (الواح مبارکہ ص۲۰۵)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ پر وحی کا خاتمہ ہو چکا ہے۔

دوسرا حوالہ۔ اہل بہاء دور نبوت کو ختم مانتے ہیں۔ اور امت محمدیہ میں نبوت جاری نہیں سمجھتے۔ ہاں خدا کی قدرت کو ختم نہیں جانتے۔ اس لئے خدا کی قدرت کے ظہور کو تسلیم کرتے ہیں۔ جو نبوت سے ایک نئی شان رکھتا ہے"۔

(الباکقہ ص۴۹)

تیسرا حوالہ: "اہل بہاء نے کبھی نہیں کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور موعود کل ادیان نبی یا رسول ہے۔ بلکہ اُس کا ظہور مستقل خدائی ظہور ہے"۔ (کوکب ہند دہلی جلد ۶ ۱۷ر مئی ۱۹۳۲ء)

اس قسم کے بکثرت حوالے ہیں۔ جن میں وحی، الہام اور نبوت کے ختم ہونے کا کھلا کھلا اعلان کیا ہے ان مشہور اعلانوں کے بعد مس شیریں خانم صاحبہ کا یہ فرمانا کہ جناب بہاء اللہ کو قید خانہ میں الہام ہوا تھا یہ مس صاحبہ کی بہائی عقائد سے قطعی لاعلمی ہی نہیں۔ بلکہ بالکل غلط بیانی بھی ہے مس صاحبہ نے قید خانے میں الہام کے جو الفاظ کہے ہیں ناظرین اُنہیں بھی ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ مس صاحبہ فرماتی ہیں کہ:۔

"جیل خانے میں بہاء اللہ صاحب کو یہ الہام ہوا تھا کہ تمام بنی نوع انسان کے ساتھ محبت اتفاق اور اتحاد سے رہیں"۔

شیریں صاحبہ نے بہاء اللہ صاحب کے جس معدوم دنیا الہام کا ذکر کیا ہے۔ وہ تو بہائی عقائد کے لحاظ سے حرف نی لعلق الشعر دال معاملہ ہے لیکن جناب باب اور بہاء اللہ نے بنی نوع انسانوں سے "محبت اتفاق اور اتحاد" کی بجائے ساری دنیا کے انسانوں کو دنیا سے قتل و غارت کرنے کے جو خونی احکام صادر فرمائے ہیں۔ برادران انہیں ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں جناب باب کا پہلا خونی حکم یہ ہے کہ جو لوگ باب کو نہیں مانتے وہ پلید اور واجب القتل ہیں۔ چنانچہ کتاب نقطۃ الکاف کے مقدمہ میں لکھا ہے۔ ص۵۔

"ایشاں گفتہ اند کہ مومن بباب بشوند نجس و واجب القتل می دانستند"۔

کہ علی محمد باب کے پیرو ان لوگوں کو جو باب کو نہیں مانتے اور ایمان نہیں لاتے ناپاک اور واجب القتل اعتقاد کرتے ہیں"۔

جناب باب کے اس خونی حکم کی زیادہ تشریح کرتے ہوئے بہاء اللہ صاحب کے جانشین عبد البہاء صاحب آفندی لکھتے ہیں:۔

"کہ در یوم ظہور حضرت اعلیٰ منطوق بیان ضرب اعناق و حرق کتب و اوراق و ہدم بقاع و قتل عام الا من آمن و صدق بود"۔

کہ حضرت اعلیٰ علی محمد باب کا حکم بیان میں یہی ہے کہ جو لوگ آپ پر ایمان نہیں لائے اور تصدیق نہیں کرتے اُن کی گردنیں اُڑا دی جائیں اور اُن کا قتل عام کر دیا جائے۔ اور علوم و فنون اور مذاہب عالم کی جتنی کتابیں ہیں اُن سب کو جلا دیا جائے۔ اور ان کا ایک ورق بھی نہ چھوڑا جائے جو نذر آتش نہ کیا جائے۔ اور جتنے مقامات مقدسہ اور قبور انبیاء وغیرہ ہیں اُن میں سے ایک کو بھی نہ چھوڑا جائے۔ سب کو گرا دیا جائے۔ تا کہ بابی مذہب کے سوا دوسرا کوئی مذہب دنیا میں باقی نہ رہے"۔

مکاتیب جلد ۲ ص۲۶۶۔

دوسرا خونی حکم باب کا یہ ہے کہ:۔

"جو شخص اُس قائم آل محمد (علی محمد باب) کو یا اُس کے بعد ظاہر ہونے والے بابی موعود کو رنج یا تکلیف پہنچائے۔ تو ایسے شخص کو جس طرح ممکن ہو جان سے مار ڈالا جائے"۔ (البیان باب ۵ واحد ۶)

تیسرا حکم باب کا یہ ہے کہ "ہر بابی بادشاہ پر فرض کیا گیا ہے کہ وہ اپنے ملک میں کسی غیر بابی کو (سوائے کسی عام تاجر پیشہ شخص) کے آنے یا رہنے کی ہرگز اجازت نہ دے"۔

چوتھا حکم باب کا یہ ہے کہ:۔

"کہ دنیا میں جس قدر کتابیں پائی جاتی ہیں اُن سب کو نیست و نابود کر دیا جائے"۔

یہ بہت ہی مختصر حوالے میں نے بخوف طوالت ناظرین کی خدمت میں پیش کئے ہیں۔ ان خونی اور بہت ہی ظالمانہ احکامات کی موجودگی میں اہل بہاء کے "محبت"۔ "اتفاق" اور "اتحاد" کے قطعی جھوٹے اور قابل نفرت دعوے کرنا اگر بہائیوں کا کھلا ہوا فریب اور ڈھٹائی نہیں تو اور کیا ہے۔ پوری دنیا کے قزاق، ڈاکو اور درندہ سیرت انسانوں کے بدنام سے بدنام تاریخی حالات آپ پڑھ جائیں۔ لیکن کیا جناب باب کے ان خونی احکامات کے سامنے اُن کی کوئی حقیقت ہو سکتی ہے؟

## تصحیح

اخبار بدر (مورخہ ۹ر اکتوبر ۵۲ء) میں پہلے صفحہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ کلام درج کیا گیا تھا جس کا آخری شعر سہو کتابت سے درست درج نہیں کیا گیا درست شعر اس طرح ہے احباب تصحیح فرما لیں:۔

کبھی نعروں پہ تو قربان کبھی گفتار پہ قربان
مرے محبوب مستم میں اسی ترے کردار پہ قربان

# جناب سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی اور مسئلہ ختم نبوت

(۳)

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ (بہار)

میں نے اقتباسات درج کر کے صرف جناب مودودی صاحب کے اس نقطۂ نظر کی وضاحت کرنی چاہی ہے کہ ان کے نزدیک بھی لوگوں کے دلوں سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و ہدایت مٹ چکی ہے۔ اور وہ علماء و حکومت کے ذریعہ اسے دوبارہ لوگوں کے دلوں میں راسخ کرنا چاہتے ہیں۔ اسی مقصد کے لئے جماعت اسلامی عالم وجود میں آئی۔ مگر افسوس کہ اس کی بنیاد ایک غیر نبی کے ہاتھوں ڈالی گئی۔ حالانکہ ان کی ذکر وجہ کے مطابق اس زمانہ میں کسی نبی کو آنا چاہئے تھا۔ اور انہیں کے ذریعہ اس جماعت کی بنیاد پڑنی چاہیئے تھی۔ کیا اچھا ہوتا کہ وہ اپنی تحقیق کی قدر کرتے۔ اور اس دور میں تجدید و احیاء دین کا کام کسی نبی کے لئے چھوڑ دیتے۔ اور میرا خیال ہے کہ اب تو انہیں تجربہ نے بھی اس نتیجہ پر پہنچا دیا ہوگا۔ کہ یہ کام کسی نبی کا تھا نہ غیر کا۔

نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند
نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند

جناب مودودی صاحب کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ابھی تک اس فیض الٰہی سے محروم ہیں۔ جس سے ہمیشہ مجدد و مصلح مشرف ہوتے رہے ہیں۔ انھیں ابھی تک یہی نہیں معلوم کہ وہ کیا ہیں۔ انہیں اس مقصد کے لئے خدا نے کھڑا کیا ہے یا خود رائی سے کھڑے ہو گئے ہیں۔ پھر لطف یہ کہ انہوں حضرت امام مہدی علیہ السلام کو بھی اپنے نفس پر قیاس کیا ہے اور لکھا ہے کہ انہیں بھی اپنے مقام و منصب کی خبر نہیں ہو گی۔ سچ ہے انسان ہر شخص کو اپنے نفس پر قیاس کرتا ہے۔ مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ ان مجددوں کے متعلق کیا خیال قائم کرتے ہوں گے۔ جنہوں نے دعوے مجددیت کیا۔ اور اپنے الہامات و کشوف کا بار بار ذکر کیا۔ جیسے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے کس صراحت سے اس بات کا دعویٰ کیا ہے۔ کہ وہ اس الف ثانی کے مجدد ہیں۔ اور ان کو پہلے مجددوں سے وہی نسبت ہے جو ہزار کو باقی ہندسوں سے ہوتی ہے (دیکھیے مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب نمبر ۴) اور اپنے کشوف و الہامات کا انہوں نے اکثر مکتوبوں میں ذکر کیا ہے۔

پھر جناب مودودی صاحب یہ بھی جانتے ہیں کہ اتنے بلند دعاوی اور مدعی اقامت حکومت الٰہیہ ہونے کے باوجود ان کے عقیدتمندوں نے بھی آج تک ان کے اسوہ کو قابل تقلید نہیں سمجھا۔ حتیٰ کہ مسائل حل و حرمت میں بھی ان کے فتوے کو اپنی رائے پر فوقیت نہیں دی۔ قیام پاکستان کے بعد جب انہوں نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا اور اُن کے درمیان رشتۂ مناکحت کی حرمت کا فتوے دیا تو ہندوستان کی جماعت اسلامی کو یہ بات بہت شاق گذری اور اُن کے اس فتوے سے اتفاق کرنا ضروری نہیں جانا۔

اسی طرح انتخاب امارت کے بعد ہی اس جماعت کے ایک نہایت معتبر رکن مولینا منظور احمد صاحب نعمانی نے ایک مضمون "ایک دینی تحریک کا تعارف" کے عنوان سے سپرد قلم کیا۔ اس میں انہوں نے لکھا کہ

"ہمارے نزدیک مودودی صاحب سب سے بڑے عالم اور سب سے متقی اور خدا رسیدہ نہیں ہیں"۔

اور جناب مودودی صاحب کے دست راست مولینا امین حسن صاحب اصلاحی نے اجلاس دربھنگہ میں فرمایا کہ

"جماعت اسلامی کے انجام کا ہم کو علم نہیں"۔

یہ اس تحریک کے اکابر کے تاثرات ہیں جس کے متعلق مولینا مسعود عالم صاحب ندوی نے کہا کہ شہید بالاکوٹ کے بعد یہ پہلی اقامت دین کی کوشش تھی۔ اور جناب مولینا ابو الاعلیٰ صاحب مودودی کی تحریک کے مطابق خلافت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بعد یہ اپنی نوعیت کی پہلی تحریک ہے۔ جو پورے اسلام کو لے کر کھڑی ہوئی۔

حالانکہ خدائی سنت یہ ہے کہ جو خدا کی مشیت سے کھڑا ہوتا ہے ان کے ماننے والے اپنا خیال و فکر رفتار و گفتار اور طور و طریق سب کچھ اس کے سانچے میں ڈھال دیتے ہیں اور خدا تعالےٰ یقینی طور پر ان کے ساتھیوں کے دل میں ان کی تقلید کا بے انتہا جذبہ پیدا کر دیتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام سے خدا نے کیا ہی کہا کہ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي۔

پھر خدا کی دوسری سنت یہ ہے کہ جو تحریک خدائی اشارہ سے چلائی جاتی ہے۔ اس کی طرف سے ماننے والوں کے دل میں اطمینان کی کیفیت پیدا کی جاتی ہے۔ اور وہ تحریک روز اول سے حق الیقین کی پالیسی پر گامزن رہتی ہے۔ مگر یہاں کا جو حال ہے وہ مولینا امین حسن صاحب کے قول سے عیاں ہے اور اس خیال کو سننے کے بعد کم سے کم ہم یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ اگر یہ جماعت علی منہاج النبوۃ ہوتی تو اس کے انجام کا اس کے داعی کو ضرور علم دیا جاتا۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ جناب مودودی صاحب نے امت محمدیہ میں نبوت اور رسالت کے وجود سے انکار کیا۔ مگر اسی کے مقابل ایک خود ساختہ تحریک جاری کرنا جائز سمجھا۔ جس کی روش سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اظہار عبودیت کا جذبہ کم اور خودی و جاہ پرستی کی خواہش زیادہ پائی جاتی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ بھی علامہ سر محمد اقبال کے فلسفۂ خودی کا اثر ہو۔ اور یہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ جناب مودودی صاحب انہیں کی دعوت پر پنجاب آئے تھے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ راستہ راہِ نبوت سے جُدا ہے۔ جو راہِ نبوت پر چلتا ہے اُس کا منتہائے مقصود مقام نبوت ہوتا ہے۔ کعبہ کی طرف رخ کر کے چلنے والا ہمیشہ کعبہ کو ڈھونڈے گا یا ظلِ کعبہ کو۔ اسی طرح راہِ نبوت پر چلنے والا ہمیشہ نبی کو ڈھونڈے گا یا ظلِ نبی کو۔ آج تک تمام اکابر امت اسی شوق جستجو میں رواں دواں رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ عصر حاضر کے علماء دابۃ الارض آسمانی وجود سے گھبراتے ہیں اور روحانی تشنگی کیوقت بارانِ رحمت کو چھوڑ کر زمین کے گندے نالوں سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ اس لئے جب انھیں کسی علوی اور روحانی وجود کا پتہ بتایا جاتا ہے تو انھیں کفر و ارتداد کے کلمات یاد آنے لگتے ہیں۔ یہ تو ذہنی علماء کی پست طبعی اور کوتاہ نگاہی ہے ایکے مقابل اگر حضرت موسےٰ علیہ السلام کا وہ جواب پیش نظر رکھا جائے جو انہوں نے ایک نبوت کا دعویٰ کرنیوالے کی خبر سنکر دیا کہ کاش خدا دند کے سب لوگ نبی ہوتے (گنتی ۱۱/۲۹) تو نبی و غیر نبی کے خیالات میں کتنا تفاوت نظر آتا ہے کسی نے سچ کہا ہے

الجنس یمیل الی الجنس ؎

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

## جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

### ہر جماعت میں ۲۰ ؍نومبر کو منعقد کیا جائے!

جملہ جماعت ہائے ہندوستان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۲۰ ؍نومبر بروز جمعہ جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تاریخ مقرر کی جاتی ہے۔ تمام جماعتوں کو ابھی سے اس کی تیاری شروع کر دینی چاہیئے۔ اس مبارک تقریب پر سیدنا و مولانا حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے۔ اور بعد انعقاد جلسہ مرکزی دفتر میں اس کی مفصل رپورٹ بھجوائی جائے۔

احباب کی سہولت کے لئے ذیل میں عنوانات درج کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے مناسب عنوان منتخب کئے جا سکتے ہیں:۔

(۱) حضورؐ کی قوت قدسی (۲) حضورؐ کا اپنی بیویوں بچوں اور خویش و اقارب سے سلوک (۳) غیر مسلموں سے سلوک (۴) دنیا میں قیام امن کے لئے حضورؐ کا اسوۂ حسنہ اور تعلیم۔ (۵) حضورؐ کے اخلاق عالیہ (۶) حضورؐ کی یتیم پروری کے متعلق ارشادات عالیہ (۷) حضورؐ کی غریب پروری اور غریبوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی ہدایت (۸) حضورؐ کی بے نظیر اصلاح (۹) مشکلات میں حضور کا صبر و تحمل اور بردباری (۱۰) آپؐ کا رحمۃ للعالمین ہونا (۱۱) حضورؐ کی بعثت سے دنیا میں کیا انقلاب پیدا ہوا؟ (۱۲) عورتوں پر حضورؐ کے احسانات۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

# بچپن کی عادتیں

از مکرم حکیم غلام نبی صاحب مبلغ کولگام کشمیر

کل مولود یولد علی الفطرۃ کے واضح امر کے باوجود یہ بات لمحہ بہ لمحہ ہمارے مشاہدہ میں آتی ہے کہ اس خاصیت کے باوجود نوع آدم بعض اوقات شریر ترین بداخلاقیوں کا حامل ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس کی صحیح رنگ میں تربیت نہ ہو جائے۔ تو اس کی مخالف طاقتیں ابھر کر اسکو تمام ذلیل ترین حیوانوں سے بھی نیچے گرا دیتی ہیں۔ دراصل انسان فرشتہ پر اسی وجہ سے فوقیت رکھتا ہے۔ کہ اس کے اندر خیر و شر کی عظیم الشان طاقتیں موجود ہیں۔ اور ہر دو طاقتوں سے یہ کام لینے کا بھی فطرۃً مجاز ہے۔ اور یہ فرشتہ میں موجود نہیں۔ جس طرح سورج کسی بلند و بالا طاقت کے گھمانے پر اپنے محور پر گھومتا ہے۔ اور یہ اس کی اپنی خوبی نہیں۔ ہاں اگر یہ آزاد ہوتا پھر یہ ایک نظام کی لڑی میں اپنے آپ کو پرو دیتا تو یقیناً یہ ثواب اور تعریف کا مستحق سمجھا جاتا۔ فرشتہ جو معاندانہ اور مخالفانہ طاقتوں سے بالکل کورا ہے۔ کیسے نوع انسان پر فوقیت اور مرتبہ حاصل کر سکتا۔ جب کہ یہ معاندانہ طاقتوں کو دبا کر ایک نیک راہ پر قدم زن ہو جائے۔ بنی نوع انسان جب فطرت کی ودیعت کی ہوئی طاقتوں کو زیر عمل لاتا ہے۔ اور خدا کی طرف سے نازل شدہ اصولوں کو اپناتا ہے۔ عقل کو اپنا رہبر بناتا ہے تو اس کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ غور و تدبر کے سمندر میں غوطے لگا کر قیمتی موتی حاصل کرتا ہے۔ یہی وہ وقت ہوتا ہے جب غیر معمولی اعمال اس سے سرزد ہو جاتے ہیں۔ اور یہ کچھ صرف چند کلمات کے رٹ لینے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے لئے کوشش ہمت اور عزم مصمم کی ضرورت ہے۔

جو قوم دنیا میں سربلند ہونا چاہتی ہو اور اپنی خوبیوں کو تا ابد اپنے اندر قائم رکھنا چاہتی ہو اسے فرض ہے کہ وہ اپنی خوبیوں اور خصوصیتوں کی حفاظت کے لئے مناسب اقدام ضرور کرے یہی وجہ ہے کہ اس عظیم الشان حکیم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کا یہ قول کل مولود یولد علی الفطرۃ اوپر نقل کیا گیا ہے۔ بچوں کی تربیت اور ان کے اخلاق کی حفاظت کا سب سے زیادہ کام صادر فرمایا ہے۔ اس سے بڑھ کر ان کی طرف سے والدین کو اور کیا تنبیہ ہوتی کہ پیدا ہوتے ہی اس کے کانوں میں اذان کے مقدس کلمات جو ذی عمر اصحاب کی سمجھ سے بھی بعض اوقات بالا ہیں۔ ایک بچہ بھلا ان کو کیا سمجھتا! یہ تو محض والدین کو وارننگ ہے۔ دیکھ لینا باوجود اس کے کہ یہ نیک اور پاک پیدائش ہے۔ مگر دنیا ملمع ساز ہے۔ اس کی فطرتی طاقتیں آپ ہرگز نہیں دیکھ پائیں گے۔ اگر قدم قدم پر آپ نے ان کی حفاظت کے لئے خدا کی طرف سے نازل شدہ اصول عملی صورت میں نہ دھرائے۔

اس میں شک نہیں کہ انسان کی روحانیت اور جسمانیات پر کھانے پینے نشست و برخاست غرض ہر حرکت و سکون کا ہر نقطہ اثر پڑتا ہے۔ اگر نونہالان قوم کو ملمع ساز دنیا کی فتنہ پرور آغوش میں ہی چھوڑ دیا گیا اور ان کی حفاظت کے لئے مجرب اور آزمودہ اصول نہ اپنائے گئے تو کف افسوس ملنا پڑے گا۔

جب ادبار کے گھٹا ٹوپ بادل کسی قوم کے سروں پر منڈلاتے ہیں تو ان میں احساس کمتری پیدا ہو جاتا ہے۔ مسلمان جو اپنی حالت سے دو چار ہوا تو اس نے اپنی ترقی کے لئے یورپ کے دامن کو تھام لیا۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محض اعتقاداً نبی اور رہبر تسلیم کرتا ہے مگر اصول غیروں کے اپنا کر ثبوت دیتا ہے کہ اسلام محض اعتقادات تک ہی محدود ہے۔ اور عمل دنیا میں کوئی تغیر اس کے اصولوں کے ساتھ وابستہ نہیں۔ مگر ہاں اے احمدی بھائیو! آپ نے پھر محمد رسول اللہ صلعم کے دین کو تازہ کرنا ہے۔ اور اس کی ہر رگ میں جوش پیدا کرنا ہے۔ آپ اپنے بچوں کی تربیت سے ہرگز کوتاہی نہ کریں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قائم فرمودہ نظام کو اپنائیں جو کہ دراصل حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فرمودہ ہے۔ اور مرور زمانہ سے مسلمانوں کے اذہان سے محو ہو چکا تھا۔ وہ نظام کیا ہے بچوں کی تربیت ہو۔ جوانوں کی تربیت ہو۔ اور بوڑھوں کی تربیت ہو اور اس کو بہترین رنگ میں تب ہی زیر عمل لایا جا سکتا ہے۔ جب والدین انفرادی رنگ میں اپنے ماحول میں بچوں کی تربیت کریں۔ لیکن اجتماعی رنگ میں جب تک مجلس اطفال الاحمدیہ۔ مجلس خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کا قیام ہر چھوٹی بڑی احمدی جماعت میں نہ ہو جائے۔ تب تک ہم کوئی ٹھوس اور مؤثر کام نہیں کر سکتے۔

## بقیہ صفحہ نمبر (۲)

دور کرنے کی کوشش کرے۔

پھر کیا تھا چاروں طرف سے حضرت امام الزمان پر کفر کے فتوے لگائے جانے لگے۔ آپ کو جہاد کا منکر گردانا گیا۔ لیکن خدا کے فرستادہ نے اپنی جد و جہد کو ترک نہ کیا اور اُسی پر توکل رکھتے ہوئے اپنی کوشش میں لگے رہے۔ بالآخر خدا تعالیٰ نے آپ کو ایک ایسی جماعت عطا فرمائی جو نہ صرف ملک ہندوستان میں پھیلی بلکہ آج روئے زمین کا کوئی براعظم نہیں جہاں آپ کے روحانی مکتب کے تعلیم یافتہ صحیح اسلامی تعلیم کو پھیلا نہیں رہے۔ اور آج بلا مبالغہ سینکڑوں کی تعداد میں باقاعدہ احمدی مشنری اکناف عالم میں تبلیغ اسلام میں مشغول ہیں۔ ایک مدت گزر جانے اور بہت کچھ ضائع کر چکنے کے بعد "علماء" کو اپنی غلطی کا احساس ہوا جانکہ ایک مدت پیشتر اُن کے مسیح نے خیر خواہانہ دعوت دی تھی۔ سُنا گیا ہے کہ جمعیۃ الفلاح نے کراچی میں ایک مسلم مشنری کالج کا اجراء کیا ہے۔ جس کے فارغ التحصیل مشنری ایسے ممالک میں فریضۂ تبلیغ سرانجام دیں گے۔ جہاں انگریزی زبان بولی جاتی ہے۔ شکر ہے صبح کا بھولا شام کو گھر آیا مگر یہ سکیم صرف اسی صورت میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ کہ پہلے مبلغین کرام اسلامی تعلیم کے پیکر ہوں اور اس آیت قرآنی کا عملی نمونہ بن جائیں:۔

"اَدْعُوْا عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ"

کہ میں اور میرے متبعین پہلے خود اسلامی تعلیمات پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہیں۔ اور اس کے بعد دوسروں کو اس راہ کی دعوت دیتے ہیں۔ لیکن موجودہ حالات پر نظر کرتے ہوئے یہ منزل بڑی کٹھن نظر آتی ہے۔

اس میں کچھ شبہ نہیں کہ بقول مولوی تمیز الدین صاحب "آج دنیا موت و زیست کی کش مکش میں پھنسی ہوئی ہے۔ دنیا کو اس کش مکش سے اسلام ہی نجات دے سکتا ہے"۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ کونسا اسلام اس نجات کا موجب ہے۔ کیا وہ اسلام جو اس وقت "علماء" کے ہاتھوں میں ہے یا جسے قرآن پاک نے بیان کیا ہے؟ موجودہ زمانہ کے علماء سے تو خود رسالت مآبؐ لاتعلقی کا اظہار فرما چکے ہیں۔ اب ضرورت ہے ایسے راہنما کی جو قرآنی روشنی میں ایک طرف قوم کی ایسی قیادت کرے کہ وہ اسلام کی جیتی جاگتی تصویر بن جائے۔ تو دوسری طرف خود اُس کے اندر قوت قدسیہ موجود ہو جس کے ذریعہ پتھر پارس بن جائے

اور یہ سب کچھ ناممکن ہے۔ جب تک خدائے ذوالجلال کے ساتھ کسی کا تعلق نہ ہو۔ جو وہ خود اپنے ہاتھ سے ایسے وجود کو دنیا کی راہنمائی کے لئے تیار نہ کرے۔ قانون قدرت ہمیں یہی سبق دے رہا ہے۔ جب زمین کے بسنے والے خشک سالی کے دور سے گزر رہے ہوتے ہیں تو اس کا فضل باران رحمت کے رنگ میں آسمان سے برستا ہے۔ اور آن کی آن میں جل تھل کر دیتا ہے پھر نہ کنوئیں چلانے کی ضرورت پیش کرتی ہے اور نہ مصنوعی طریق پر آب پاشی کے لئے محنت کرنی پڑتی ہے ٭

## امتحان کتب سلسلہ

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی تعمیل میں نظارت ہذا کی طرف سے مختلف اوقات میں مختلف کتب سلسلہ کے امتحان کی تاریخ مقرر کر کے امتحان لیا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں اس دفعہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کتاب "پیغام صلح" کے امتحان کی ۲۴ /۱/۵۴ مقرر کی جاتی ہے جملہ پریذیڈنٹ صاحبان اور سکرٹریان تعلیم و تربیت مطلع رہیں۔ کہ وہ اپنی اپنی جماعت میں احباب کو کثرت سے شامل ہونے کی تحریک کریں اور فہرست (نام مع ولدیت) نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔

احباب جماعت کی سہولت کے لئے یہ بھی انتظام کیا جاتا ہے کہ جس دوست کو اردو زبان نہ آتی ہو اور وہ کوئی اور زبان جانتا ہو خواہ وہ ملیالم ہو یا اُڑیسہ۔ بنگالی ہو یا مرہٹی یا کوئی اور زبان ہو وہ اس میں امتحان دے سکتا ہے۔ پس احباب کو اس رعائت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہونا چاہیئے۔ اور پریذیڈنٹ اور سکرٹریان تعلیم اسبات کا خیال رکھیں کہ جماعت کا کوئی فرد مرد ہو یا عورت اس امتحان میں شامل ہونے سے نہ رہ جائے بلکہ تمام کے تمام افراد امتحان میں شامل ہوں"۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

زکوٰۃ ان پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے جن میں سے کسی ایک رکن کو چھوڑنے والا مسلمان نہیں رہتا۔ (ناظر بیت المال قادیان)

ولادت:۔ خدا تعالیٰ نے خاکسار کو مورخہ [illegible] ۵۲ء بروز جمعہ پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب جماعت اور درویشان سے درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ اس نومولود کو لمبی عمر عطا فرماوے اور خادم دین بنائے۔ محمد عثمان علی مبلغ جماعت احمدیہ بہرم پور ضلع مرشد آباد مغربی بنگال۔

# نماز باترجمہ

نظارت ہذا کی طرف سے بذریعہ اخبار بدر یہ اعلان کروایا گیا تھا کہ اگست کے آخری ہفتہ میں تعلیمی ہفتہ منایا جائے۔ اور اس عرصہ میں جن دوستوں کو نماز کا ترجمہ نہ آتا ہو سکھایا جائے۔ مگر سوائے دو ایک جماعتوں کی طرف سے اس کی کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ انہوں نے ہفتہ تعلیم منایا ہے یا نہیں۔ نماز باترجمہ جاننے کے لئے ذیل میں سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا ایک ارشاد جو حضور نے مجلس مشاورت ۱۹۲۶ء کے موقعہ پر فرمایا درج کیا جاتا ہے تا احباب اس کی اہمیت کو سمجھیں اور جلد از جلد نماز باترجمہ جاننے کی کوشش کریں اور متعلقہ سکرٹریان تعلیم اس کا انتظام فرمادیں اور اس وقت تک اپنی جدوجہد جاری رکھیں کہ جماعت کا ہر فرد خواہ جوان ہو یا بوڑھا۔ عورت ہو یا مرد اور لڑکی ہو یا لڑکا سب کے سب نماز باترجمہ سیکھ جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ:-

" صیغہ تعلیم و تربیت کی غرض جماعت کی دینی تعلیم و تربیت ہے۔ علماء بنانا نہیں۔ بلکہ ایسے مسائل سے واقف کرانا ہے۔ جن کے سوائے کوئی مسلمان مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اب کئی عورتیں آتی ہیں جو کلمہ بھی نہیں پڑھ سکتیں اور جب کلمہ نہیں پڑھ سکتیں تو نماز کس طرح پڑھ سکتی ہوں گی جب نماز نہیں پڑھ سکتیں تو مسلمان اور وہ غرض کس طرح قائم رہ سکتی ہے۔ جو اس سلسلہ کی ہے نماز کوئی طوطے کی طرح نہیں بلکہ باترجمہ آنی چاہیئے۔ کیونکہ جو ترجمہ نہیں جانتا وہ سمجھ کیا سکتا ہے۔ اور مطالب پر غور کہاں کر سکتا ہے۔ اور جسے یہ بات حاصل نہیں وہ خدا سے تعلق کس طرح پیدا کر سکتا ہے اس کے بغیر تو یہ ہے۔ تماشے کے طور پر ادا کی جائے۔ ہم جلسے اور انجمنیں کرتے ہیں مگر کیا نبی اسی لئے آتے ہیں؟ یہ تو اور لوگ بھی کر لیتے ہیں۔ ہماری غرض اسی وقت پوری ہو سکتی ہے۔ جب ہمارا ایک ایک فرد ایک ایک بچہ ایک ایک عورت اس قدر واقفیت دین سے رکھے جو مسلمان بننے کے لئے ضروری ہے۔ جب تک ایسا نہ ہو تب تک ترقی نہیں ہو سکتی۔ سوائے اس کے کہ بعض خاص اپنی ریاضت سے آگے نکل جائیں۔ مگر جماعتیں اس لئے بنائی جاتی ہیں کہ سارے مل کر ترقی کریں۔ اگر ساری جماعت ترقی نہ کرے۔ تو پھر کیا ضرورت ہے چندہ جمع کرنے کی اور کیا ضرورت ہے کانفرنس اور جلسوں کی؟ تو تعلیم و تربیت سے یہ مراد ہے کہ ہر احمدی کو ظاہری علوم کا اتنا حصہ سکھا دیا جائے کہ اسے آئندہ ترقی کی بنیاد قرار دے سکیں۔ میرے نزدیک کم از کم اسی فیصدی مگر یہ زیادہ اندازہ دل کو خوش کرنے کیلئے لگایا گیا ہے ورنہ پچانوے فیصدی ایسے ہیں کہ وہ نماز کا ترجمہ نہیں سمجھتے۔ اس سے زیادہ افسوس کی بات کیا ہوگی۔ اور اگر اب توجہ نہ کی گئی تو پھر کب کریں گے۔"

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

# جلسہ سالانہ پر ضرور تشریف لائیں

قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۶۲ واں جلسہ قریب سے قریب تر آرہا ہے ۲۶، ۲۷، ۲۸/دسمبر اسکی تاریخیں مقرر ہیں۔ اس بابرکت تقریب میں شمولیت کیلئے ہر احمدی ابھی سے کوشش شروع کرے تا بوقت آسانی سے یہ سفر کیا جا سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:- "جلسہ سالانہ پر ضرور تشریف لائیں انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے بہت مفید ہوگا۔ اور جو للہ سفر کیا جاتا ہے وہ عند اللہ ایک قسم کی عبادت ہوتا ہے۔" ہندوستانی جماعت کو مخاطب کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ فرماتے ہیں:- " اپنے مرکز کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرو اور ایسا کبھی نہ ہونے دو کہ تمہیں قادیان آنیکی فرصت حاصل ہو اور تم اس فائدہ نہ اٹھاؤ۔" پھر اس سفر کی اغراض و مقاصد بیان فرماتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:- " آپ لوگوں کا کام ہے کہ سال میں کم سے کم ایکدفعہ قادیان آئیں اور یہاں آکر ان امور پر غور کریں جو آپ لوگوں کی بہتری کے لئے ضروری ہیں اور آپ کی ترقی کا موجب ہو سکتے ہیں۔ پس جب آپ لوگ واپس جائیں تو ہر احمدی کے کان میں یہ بات ڈالیں کہ وہ آئندہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان جانے کی کوشش کریں اور دوران سال میں بھی اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ زور سے قادیان آتے رہیں۔ جیسا کہ تقسیم سے پہلے آتے تھے۔"

ان روح پرور کلمات کے ساتھ میں ہر مخلص احمدی کو جلسہ سالانہ میں شمولیت کی دعوت دیتا ہوں۔ آپ آئیں اور ان برکات سے حصہ لیں جو اس بابرکت تقریب کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور اپنی روحانیت میں جلا پیدا کریں جو اس اجتماع کا لازمی نتیجہ ہے۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

# ادائیگی چندہ کے متعلق ارشادات!

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

" یہی وقت خدمت گذاری کا ہے۔ پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسے کے برابر نہیں ہوگا۔ . . . . . تم دو چیزوں سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو۔ اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے۔ اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے۔ تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ . . . . . اگر تم اس قدر خدمت بجا لاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائیدادوں کو اس راہ میں بیچ بھی دو۔ پھر بھی ادب سے دور ہے کہ تم خیال کرو کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے۔" (الحکم جلد ۷ نمبر ۲۲)

نیز فرمایا:- " ایک وہ ہیں جو بیعت تو کر جاتے ہیں اور اقرار بھی کر جاتے ہیں کہ ہم دنیا پر دین کو مقدم کریں گے۔ مگر مدد اور امداد کے موقعہ پر اپنی جیبوں کو دبا کر پکڑ رکھتے ہیں۔ بھلا ایسی محبت دنیا سے کوئی دینی مقصد پا سکتا ہے۔ اور کیا ایسے لوگوں کا وجود کچھ بھی نفع رساں ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون. جب تک تم اپنی عزیز ترین اشیاء اللہ جلشانہٗ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔ جب تک تم نیکی کو نہیں پا سکتے . . . . . پس تم میں سے ہر ایک کو جو حاضر یا غائب ہے تاکید کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو چندہ سے خبردار کرو۔ اور ہر ایک کمزور بھائی کو بھی چندہ میں شامل کرو۔ یہ موقعہ ہاتھ آنے کا نہیں۔"

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

" یاد رکھو مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا۔ میں خدا کے دین کی اشاعت کے لئے تم سے مانگ رہا ہوں اگر تم چندے میں حصہ نہیں لوگے۔ تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کا سامان کرے گا۔ مگر میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دین کی ترقی میں حصہ نہ لے کر گنہگار نہ ہو۔ پس میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم اس موقعہ کو غنیمت سمجھو۔ اور خدمت اسلام کے لئے اپنے مال کو قربان کر دو۔ جو شخص تکلیف اٹھا کر اس خدمت میں حصہ لے گا۔ میں اس کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ دعا کر چکے ہیں۔ کہ اے خدا جو شخص تیرے دین کی خدمت میں حصہ لے تو اس پر اپنے فضلوں کی بارش نازل فرما اور آفات اور مصائب سے اسے محفوظ رکھ۔ پس وہ شخص جو اس میں حصہ لے گا۔ اُسے حضرت مسیح موعودؑ کی دعا سے بھی حصہ ملے گا۔ اور پھر میری دعاؤں میں بھی حصہ دار ہوگا۔ . . . . . جو لوگ زیادہ حصہ لے سکتے ہیں۔ انہیں میں کہتا ہوں کہ میری مدینیوں کو نہ دیکھو خدا تعالےٰ کے پاس بغیر حد و ثواب ہیں۔ اگر تم زیادہ قربانی کرو گے۔ تو زیادہ ثواب کے مستحق ہوں گے"۔ (الفضل مورخہ ۱/۴ ۴۷)

نیز فرمایا:- " یاد رکھنا چاہیئے۔ بجٹ کو پورا کرنا مجھ پر احسان نہیں۔ نہ سلسلہ پر احسان ہے۔ نہ خدا پر احسان ہے۔ جو خدا کے دین کی خدمت کے لئے کچھ دیتا ہے وہ خدا تعالےٰ سے سودا کرتا ہے اور اس سودے کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے خدا کے نزدیک جوابدہ ہے۔ اور جس قدر کمی رہتی ہے۔ وہ اس کے نام لکھا جاتا ہے۔ اگر وہ اس دنیا میں ادا نہیں کرتا۔ تو جیسا خدا تعالےٰ کے سامنے پیش ہوگا۔ خدا تعالےٰ فرمائے گا۔ جاؤ جہنم میں لکھا یا ادا کر کے آؤ۔" (نظارت بیت المال قادیان)

# لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان کی قرارداد تعزیت

لجنہ اماء اللہ قادیان کا اجلاس ۱۲/ستمبر بروز اتوار ۴ بجے منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرارداد پاس کی گئی محترمہ نادرہ بیگم صاحبہ اہلیہ صاحبہ حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل امیر جماعت قادیان کی اچانک وفات پر ممبرات لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان کا شعبہ مال تھا اور آپ اپنے مفوضہ کام کو نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیتی رہیں ممبرات لجنہ اماء اللہ قادیان مرحومہ کی دردناک اچانک وفات پر حضرت مولوی عبدالرحمن صاحب فاضل امیر جماعت قادیان اور مرحومہ کے افراد خاندان سے اظہار تعزیت کرتی ہیں۔ خدا تعالےٰ مرحومہ کو مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے اور مرحومہ کے افراد اور متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ جنرل سکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

# مختصر اور ضروری خبریں

**دہلی۔ ۱۵ر اکتوبر** ہندوستان کے سوتی کپڑا تیار کرنے والے علاقوں میں زبردست بے چینی پھیل رہی ہے۔ کارخانے بند ہونے یا کارخانوں میں تخفیف کے باعث مزدوروں ہزاروں کی تعداد میں بے کار ہو رہے ہیں۔ چند روز پہلے تک کان پور، احمد آباد اور سورت میں کم و بیش ۴۰ ہزار مزدور بے کار ہو چکے تھے۔ تازہ ترین اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ گجرات اور بمبئی میں مزید ۲۲ ہزار مزدوروں کے بیروزگار ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

شمالی ہند کے ایمپلائرز ایسوسی ایشن کے صدر مسٹر آر۔ ڈی آزیل نے بتایا کہ کانپور کے کارخانوں میں کپڑے اور سوت کا جتنا اسٹاک جمع ہو گیا ہے اس کی قیمت ۴ کروڑ، ۱۷ لاکھ ۲۲ ہزار روپے ہے۔ انہوں نے کہا حالات کی نزاکت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ کان پور کے پارچہ بافی کے کارخانوں میں کپڑے کی ۲۶۴۰۷ گانٹھیں اور سوت کی ۶۱۴۵ گانٹھیں موجود ہیں اور کوئی خریدار نہیں ملتا۔

**سورت۔ ۱۶ر اکتوبر۔** ریاستی وزیر رسد نے بتایا کہ یکم جنوری ۱۹۵۴ء سے ریاست بمبئی میں اناج کا راشن ختم کر دیا جائے گا۔ اور صرف گیارہ بڑے شہروں میں راشن رہ جائے گا۔ اس سال یکم جنوری کو ریاست میں موٹے اناج کی آزادانہ نقل و حمل کی اجازت دے دی گئی تھی۔ انھوں نے بتایا کہ اس وقت حکومت کے پاس ۷۰ ہزار ٹن گندم جمع ہے۔

**بلگریڈ۔ ۱۶ر اکتوبر،** کل ڈیڑھ گھنٹہ تک یوگوسلاوی کابینہ کا جلسہ ہوا۔ جس میں اسباب پر غور کیا گیا کہ امریکہ اور برطانیہ نے اپنے فیصلہ سے ٹریسٹ کے منطقہ الف کو جس طرح اطالیہ کے حوالے کر دیا ہے اس کے خلاف کیا کارروائی کی جانی چاہیے۔ جلسہ کی صدارت مارشل ٹیٹو کی طرف سے موسیو کارڈلجی نے کی۔

جلسہ کے بعد برطانوی سفیر مقیم بلگریڈ سر آئیور میلٹ نے وزیر خارجہ یوگوسلاویہ موسیو بیبلر سے ملاقات کی ٹریسٹ کی وسط میں پولیس کا زبردست پہرہ ہے منطقہ الف کی ایک جانب یوگوسلاویہ کے بیس ہزار سپاہی ڈٹے ہوئے ہیں۔ یوگوسلاویہ کے ایک کمیونسٹ اخبار "بوربا" نے ٹریسٹ پولیس اور برطانوی ملٹری پولیس کی مجہولیت پر سخت تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ پولیس نے یوگوسلاویہ ایکانامک مشن کی عمارت پر حملہ کرنے والے فسطائیوں کو روکنے میں تاخیر سے کام لیا۔ حالانکہ مشن نے تین بار پولیس کو امداد کے لئے فون کیا۔ اخبار مذکور نے یہ شکایت بھی کی ہے کہ حملہ کرنے والوں نے فسطائیوں میں سے ایک بھی گرفتار نہیں کیا گیا۔

**نئی دہلی۔ ۱۶ر اکتوبر۔** وزیر اعظم جموں و کشمیر بخشی غلام محمد نے جو کل نئی دہلی پہنچے وزیر اعظم ہند مسٹر نہرو سے کافی دیر تک گفتگو کی۔ اس گفتگو سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے سکرٹری برائے امور کشمیر مسٹر وشنو سے بھی ملاقات کی۔

معلوم ہوا کہ بخشی غلام محمد نے پنڈت نہرو کو ریاست کی موجودہ صورت حالات سے آگاہ کیا اور یہ بتایا کہ شیخ عبد اللہ کی معزولی کے بعد سے وہ کس طرح ریاست کے نظم و نسق کو چلا رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے وزیر اعظم ہند کو یہ بھی بتایا کہ ریاست میں اجناس کی جبریہ وصولی کی ۲ سو سال قدیم روایت کے ختم کر دیئے جانے سے اہل ریاست میں ایک نیا جوش و خروش پیدا ہو گیا ہے۔ اور لوگ موجودہ حکومت سے مطمئن ہیں۔

**فیروز پور۔ ۱۵ر اکتوبر۔** ایک جلسہ عام میں تقریر کرتے ہوئے مرکزی وزیر ریلوے مسٹر لال بہادر شاستری نے اس امر کا انکشاف کیا کہ آئندہ ریلوے بجٹ میں ایسے طالب علموں کو جو واپسی ٹکٹ پر سفر کرنا چاہیں گے انھیں آدھے کرایہ کی رعایت اور دوسری سہولتیں مہیا کی جائیں گی تاکہ ہمارے نوجوان اس وسیع ملک کے ہر حصہ کو خود دیکھ سکیں اور مختلف مسائل کو سمجھ سکیں۔

مسٹر لال بہادر شاستری نے مزید کہا کہ گذشتہ پانچ سال میں ہندوستان نے خود اپنے کارخانوں میں ریلوے کوچیں اور انجن تیار کئے ہیں۔ انہوں نے اس امر کی توقع ظاہر کی کہ جلدی چترنجن کے کارخانہ میں ۱۵۰ لوکو انجن تیار ہونے لگیں گے۔

**نیویارک۔ ۱۵ر اکتوبر۔** کل سیاسی کمیٹی میں مراکش کے مسئلہ پر بحث ہوئی انڈونیشیا کے نمائندہ مسٹر ابو حنیف نے عرب ایشیائی گروپ کی قرارداد کو منظور کر لینے اور مراکش کو زیادہ سے زیادہ پانچ سال کے اندر آزاد کر دینے پر زور دیا۔ آپ نے کہا کہ انڈونیشیا پورے چار سال میں نو آبادیاتی نظام سے آزاد ہوا۔ اور اس دوران میں بھی اسے ایک ایسی خونریز جنگ لڑنا پڑی جس کے زخم ابھی تک نہیں بھر سکے۔ میں نہیں سمجھتا کہ پرامن ذرائع سے مراکش پانچ سال کے اندر کیوں آزاد نہیں ہو سکے گا؟

مسٹر ابو حنیف نے حکومت فرانس اور فرانسیسی عوام سے اپیل کی کہ وہ دنیا کو یہ دکھا دیں کہ وہ مراکش کے مسئلہ کو خونریزی کے بغیر حل کر سکتے ہیں۔

**مدراس۔ ۱۵ر اکتوبر** ہندوستانی ہائی کمشنر برائے لنکا مسٹر ڈیسائی نے یہاں پہنچ کر یہ امید ظاہر کی کہ نئے وزیر اعظم لنکا سر جان کوٹلے والا ہندوستان اور لنکا کے تنازعات کو حل کرنے کے لئے دوبارہ گفت و شنید کا کوئی سلسلہ شروع کریں گے۔ مسٹر ڈیسائی نے جو دہلی سے کولمبو جاتے ہوئے تھوڑی دیر کے لئے یہاں ٹھہرے تھے اخبار نویسوں کو بتایا کہ سر جان کوٹلے والا ہندوستان اور لنکا کے متنازعہ مسائل کو حل کرنے سے متعلق ان مختلف تجاویز سے اچھی طرح واقف ہیں جو لندن میں وزراء اعظم ہند اور لنکا کی گفتگو کے دوران پیش کی گئی تھیں کیونکہ اس گفتگو میں سر کوٹلے والا اور سر آئیور جیننگز نے بھی حصہ لیا تھا۔

مسٹر ڈیسائی نے جو یہاں سے فوراً کولمبو روانہ ہو گئے اخبار نویسوں سے مزید کہا کہ نئے وزیر اعظم جواب خصوصاً مزاجی کی وجہ سے مشہور رہیں بلا شک و شبہ لنکا میں بسے ہوئے ہندوستانیوں میں یہ احساس پیدا کریں گے کہ نئی حکومت ان کے ہندوستانیوں کے ساتھ [illegible]

## یوم التبلیغ

تمام جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مورخہ

**۱۷ر دسمبر**

بروز اتوار تمام جماعتوں میں یوم التبلیغ منایا جائے۔ اس روز ہر احمدی کا فرض ہے کہ احمدیت کی امن و سلامتی کی تعلیم سے اپنے گرد و پیش کے دوستوں کو واقف کرے اور اس آسمانی پیغام کو اُن تک پہنچائے جو موجودہ زمانہ کی تمام مشکلات اور پریشانیوں کا واحد حل ہے۔

اپنے یہاں کے حالات کے مطابق مرکز سے مفت لٹریچر طلب فرمائیں۔ ہر جماعت کے سکرٹری تبلیغ کا فرض ہے کہ اس دن کے لئے باقاعدہ پروگرام بنائیں تا تنظیم کے ساتھ زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھایا جا سکے۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

## بھارت کی لجنات توجہ فرمائیں

باوجود بار بار کی کوشش کے اس وقت تک بھارت میں صرف دس جگہ مجالس لجنہ اماء اللہ قائم ہوئی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ چند ماہ سے باوجود بار بار خط لکھنے کے ان میں سے بھی صرف تین یا چار لجنات کی ماہانہ رپورٹیں باقاعدگی سے موصول ہوئی ہیں۔ جب تک مرکز میں ماہانہ رپورٹ باقاعدہ نہیں آئے گی۔ مرکز کو آپکے کاموں کا کس طرح علم ہو سکے گا اسلئے براہ مہربانی اس طرف خاص توجہ فرمائیں اور اپنی ہر ماہ کی رپورٹ اور چندہ دس تاریخ تک مرکز میں بھجوا دیا کریں۔

جنرل سکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان